کوائفِ شیعہ

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ

مرتبہ

پروفیسر، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

ایم اے۔ ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ

صدر شعبہ اردو۔ سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

شایع کردہ

حشمت علیخاں۔ تھانہ پاکھڑ۔ رامپور۔ یوپی

قیمت : ۱/۶۲

رسالہ در کوائفِ شیعہ

۱۰۰۲ھ

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

مرتّبہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ

صدر شعبۂ اُردو - سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد

۱۳۸۴ھ

شایع کردہ

منشی حشمت علیخاں محلّہ تھانہ پاکھڑ - رامپور (بھارت)

قیمت: ۸/

شایع کردہ
حشمت علی خاں، محلہ تھانہ پاکھڑ۔ رامپور، یوپی (بھارت)

تعداد اشاعت ۵۰۰

تاریخ اشاعت
اپریل ۱۹۶۵ء

مطبوعہ
ناظم برقی پریس رامپور

کتبہ :- وجیہ اللہ رامپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز (سنہ ۹۷۱ھ تا سنہ ۱۰۳۴ھ) کا یہ رسالہ عرصہ سے نایاب ہے، پہلے نولکشور کے مطبوعہ نسخہ مکتوبات شریف کے آخر میں یہ شامل تھا لیکن اب وہ بھی دستیاب نہیں۔

مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ المقامات (طبع لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ ص ۱۲۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ اُس وقت لکھا گیا جبکہ "ارباب تشیع دران بلاد در غایت حشمت و جاہ بودند و بہ سلطان (اکبر) تقرب تمام داشتند و سلطان نیز بہ دین و ارباب دین در نہایت عداوت بود و لیکن از جوش غیرت اسلام کہ حضرت ایشان را حضرت حق سبحانہ عطا فرمودہ بود بملاحظۂ این و آں در خاطر شان خطور نمی بود۔" حضرت امام ربانی قدس سرہ نے بھی اس رسالہ کے شروع میں لکھا ہے کہ شیعوں نے محاصرۂ مشہد کے وقت علمائے ماوراء النہر کے رسالے کے جواب میں جو رسالہ لکھا تھا وہ مجھے ملا ہے اور اسی کا جواب میں لکھ رہا ہوں۔ محاصرۂ مشہد (سنہ ۱۰۰۱ھ) عبدالمومن خاں ابن عبداللہ خاں ازبک، والیٔ توران (م سنہ ۱۰۰۶ھ) نے سنہ ۱۰۰۱ھ میں سر کیا تھا اس لیے خیال ہے کہ حضرت قدس سرہٗ نے یہ جوابی رسالہ اسی سال کے قریب لکھا ہوگا، اس رسالہ کے بعض مضامین مکتوبات شریف (دفتر اول) کے مکتوبات نمبر ۸۰ ـ ۲۰۲ میں بھی ملتے ہیں۔ رسالہ کا نام اکثر کتابوں میں ردِّ مذہب شیعہ آتا ہے لیکن چونکہ حضرت قدس سرہٗ کی اکثر کتابوں کے نام تاریخی ہیں اس لیے راقم الحروف نے اس رسالہ کا نام بھی تاریخی بنا دیا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ والسلام

احقر، غلام مصطفیٰ خان، یکم رجب المرجب سنہ ۱۳۸۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

رساله در کوائف شیعه

الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه مبارکاً علیه
کما یحب ربنا ویرضی والصلوة والسلام علی سیدنا محمد
اکرم البشر المبعوث الی الاسود والاحمر کما یناسب لعلو
شانه ویحری وعلی الخلفاء الراشدین المهدیین و
ذریته واهل بیته الطیبین الطاهرین وسائر الصحابة
المرضیین کما یلیق بمراتبهم العظمی ودرجاتهم العلیا۔

امّا بعد می گوید بنده که محتاج است برحمت خداوند واحد صمد
خادم علماء اهل سنت وجماعت احمد بن عبدالاحد العمری الفاروقی نسباً
که چون درین ایام رساله که شیعه در وقت محاصرهٔ مشهد بعلماء
ماوراء النهر نوشته بودند در جواب رساله آنها درباب تکفیر شیعه واباحه
قتل واموال آنها مسلمانان را بود باین حقیر قلیل البضاعه رسید که
حاصلش بعد طی مقدمات ابله فریب تکفیر خلفاء ثلثه است وذم وتشنیع
حضرت عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنها وبعضی از طلبه شیعه که متردد
این حدود بودند باین مقدمات افتخار ومباهات می نمودند ودر مجالس امراء
وسلاطین آن مغالطات را شهرت واین حقیر هرچند در مجالس ومعارک
مشافهةً بمقدمات معقوله ومنقوله رد آنها میکرد وبر غلطهائے صریحهٔ ایشان

اللہ ہی کے لیے ہے بیحد تعریف پاک بابرکت والی برکت آثر اور اس کی منشا و مرضی کے موافق اور درود و سلام ہمارے سردار محمد ؐ پر جو بزرگ ترین انسان ہیں اور تمام انسانوں کی طرف بلا تمیز رنگ و روپ بھیجے گئے ہیں اور درود ایسی جو آپکی شان والا کے مناسب اور موزوں ہو اسی طرح حضرات خلفائے راشدین مہدیین پر اور آپکی پاک اولاد اور باقی صحابہ کرام پر ان کے بلند بلند مراتب و درجات کے مطابق۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے خدا کی رحمت کا محتاج و امیدوار علمائے اہل سنت و جماعت کا خادم احمد بن عبد الاحد العمری الفاروقی بروئے نسب کہتا ہے کہ انہیں ایام میں میرے ہاتھ ایک رسالہ لگا جو شیعوں نے بوقت محاصرہ مشہد علمائے ماوراء النہر کے نام لکھا تھا اور یہ دراصل اس رسالہ کا جواب تھا جو علمائے مذکورین نے اس سے پہلے تحریر کیا تھا جس میں انھوں نے شیعہ کو کافر ٹھہرا کر ان کے قتل اور ان کے مال کی لوٹ کو مسلمانوں کے لیے جائز قرار دیا تھا۔

اس رسالہ شیعہ میں محض بیوقوفوں کو چکر دینے کے لیے چند لچر مقدمات مقرر کیے ہیں پھر پورے رسالہ کی کل کائنات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلثہ کو کافر ٹھیرایا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رض پر زبان ذم و تشنیع کھولی ہے چنانچہ ادھر کے بعض شیعہ طلباء ان پوچ مقدمات پر فخر و مباہات کرتے اور امراء و سلاطین کی مجلسوں میں ان مغالطوں کو شہرت دیتے تھے۔ گو میں عام مجلسوں میں اور مختلف بحثوں میں عقلی اور نقلی مقدمات

را اطلاع میداد اما از روی حمیت اسلام و بموجب حدیث نبوی علی مصدره الصلوٰة والسلام که فرموده:

اذا ظهرت الفتن او البدع وسبت اصحابی فلیظهر العالم علمه ومن لم یفعل ذٰلک فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله له صرفاً ولا عدلاً۔

باین قدر رد و الزام کفایت نمی کرد و شورش سینهٔ بی کینه تشفی نیافت و بخاطر فاتر قرار یافت که اظهار مقاصد ایشان تا در زبانیکه در قید کتابت نه در آید و در حیز تحریر فائده تام و نفع عام نه بخشد. فشرعت مستعیناً بالله الصمد الودود و هو یصین عما یشین لما هو المولیٰ والمعین وبه التوفیق ومن عنده التحقیق. اعلموا احسن الله ارشادکم که شیعه امام حق بعد حضرت پیغمبر صلے الله علیه وآله وسلم حضرت علی را میدانند که امامت از دوازده اولاد او بیرون نمیرود و ان خرجت فاما بظلم تکون من غیرهم او بتقیة منه او من اولاده و ایشان باکثر طرق و تعدد اصناف بیست و دو فرقه اند و بعضی از ایشان تکفیر بعض دیگر میکنند و اظهار قبائح و شنائع آنها می نمایند و کفی الله المؤمنین القتال بقتالهم. و ما پیش از شروع در مقصود چند گروه ایشانرا بیان کنیم و بر حقیقت مقاصد ایشان اطلاع دهیم تا حقیقت مذهب ایشان بر وجه اتم معلوم شود و حق از باطل ممتاز گردد. پس گوئیم که رئیس و اقدم ایشان عبدالله بن سبا

کی رو سے زبانی ان تمام لغویات کی تردید کرتا اور سب کو ان کج فہمیوں کی صاف اور کھلی غلطیوں پر آگاہ کرتا مگر حمیت اسلام کا پاس کرتے ہوئے تردید و الزام کی صرف اس قدر کوشش ناکافی نظر آتی تھی اور بے کینہ سینوں کی بے چینی کے لیے بہ تسلی و تشفی کا کافی سرمایہ بہم نہ پہنچا سکتی تھی۔ پھر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی پیش نظر تھی کہ آپ نے فرمایا:

"جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو اور میرے اصحاب پر سب و شتم ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیئے کہ وہ (اس دینی مکدر رفضا کے دفعیہ کے لیے) اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس کی توبہ اس کا فدیہ اور اس کے فرائض و نوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے۔

یہ ساری باتیں خیال میں آتے ہی میرے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک شیعوں کے اغراض و مقاصد کو تحریر و کتابت میں ظاہر نہ کیا جائے پورے پورے فائدے اور عام نفع کی صورت متصور نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں نے تحریر کا سلسلہ چھیڑا اور اس اہم کام میں اللہ ہی سے مدد کا خواستگار ہوا کیوں کہ وہ بے پروا ذات ہے اپنے بندوں کا خیر خواہ و دوست ہے، ان کو ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے۔ سچا آقا ہے، عنایت و توفیق بھی اسی کے ہاتھ ہے، اور تحقیق ہر امر کی اسی کے پاس ہے۔

اللہ آپ کو ہدایت دے یوں سمجھیے کہ شیعہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کے بعد امام حق حضرت علی رضؓ کو جانتے ہیں اور اس عقیدے کے پیرو ہیں کہ امامت ان میں اور ان کی اولاد میں سے باہر نہیں جاتی" اور اگر جاتی ہے تو محض ظلم و تعدی سے جب غیر لوگ اس ظلم سے اپنا ہاتھ رنگتے ہیں یا اس صورت سے کہ حضرت علی رضؓ

حضرت امیر او را بجانب مدائن اخراج کرده بود وہم او گفته که ابن ملجم علی را نکشته بلکه شیطان را که بصورت او متمثل شده بود کشته است وعلی در سحاب است رعد آواز او است وبرق تازیانه او وتابعان عبدالله در سماع آواز رعد میگویند که علیک السلام یا امیرالمومنین وطائفه کاملیه از ایشان که اصحاب ابو کامل اند تکفیر اصحاب پیغمبر صلے الله علیه وسلم می کنند بترک بیعت علی وتکفیر علی می کنند بترک طلب حق خود وبتناسخ قائلند۔ وطائفه بیانیه که اصحاب بیان بن سماع اند میگویند که خدا بصورت انسان است واو بتمام ہلاک می شود مگر وجهش وروح خدا در علی حلول کرد بعد ازاں در پسر او محمد بن حنفیه بعد ازاں در پسر او ہاشم بعد ازاں در بیان۔ طائفه مغیره که اصحاب مغیره بن سعید عجلی اند میگویند که خدا بصورت مرد نورانی است که بر سر او تاجی است از نور ودل او منبع حکمت است وطائفه جناحیه اصحاب عبدالله بن معاویه بن عبدالله بن جعفر ذوی الجناحین بتناسخ ارواح قائل گشتند ومی گویند که روح خدا اوّل در آدم حلول کرد بعد ازاں در شیث وہمچنیں در انبیا وائمه تا آنکه بعلی واولاد او منتهی شد بعد ازان در عبدالله حلول کرد وایں گروه منکر قیامت اند ومحرمات را حلال می دانند کالخمر والمیته والزنا وغیرہا وطائفه منصوریه اصحاب ابی منصور عجلی که در خدمت امام محمد باقر رضی بوده فلما تبرأ منه الامام وطرده ادعی الامامة لنفسه میگویند که ابو منصور بر آسمان رفته بود

یا آپکی اولاد تقیہ سے کام لے، شیعوں کے چند در چند اقسام واصناف کو اگر سمیٹا جائے تو ان کے فرقوں کی تعداد بائیس کے قریب ٹھہرتی ہے، یہ ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگاتے ہیں اور ان کے بد نتائج اور بدکرداریوں کو طشت از بام کرتے ہیں۔ سچ ہے اللہ تعالےٰ نے ان میں خود جنگ و قتال کی وبا پھیلا کر مسلمانوں کو انکے ساتھ لڑائی بھڑائی سے سبکدوش فرمایا۔ اب ہم اصل مقصود سے پہلے ان کے چند فرقوں کا بیان تحریر میں لاکر ان کے اصل مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں تاکہ ان کے مذہب کی حقیقت پوری ذہن نشین ہوجائے اور حق باطل سے بالکل ممتاز ہوکر سامنے آجائے ان شیعوں کا سرغنہ اور گروگھنٹال عبداللہ بن سبا تھا جس کو حضرت عمرؓ نے مدائن کی طرف نکال دیا تھا، چنانچہ یہ عقائد اسی کے دماغ کی ایجاد ہیں کہ ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو قتل نہیں کیا بلکہ شیطان کو جو آپکی شکل اور روپ میں نمودار ہوا تھا، آپ ابر میں روپوش ہیں رعد آپکی آواز ہے اور بجلی آپکا کوڑا اور راسی عبداللہ کے متبعین جب گرج کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں، علیک السلام یا امیرالمومنینؑ

فرقہ کاملیہ کے افراد یعنی اصحاب ابوکامل حضرت پیغمبر علیہ السلام کے اصحاب کو کافر کہتے ہیں اور حضرت علیؓ کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں، اصحاب کو اس لیے کہ انھوں نے حضرت علیؓ سے بیعت نہیں کی اور خود حضرت علیؓ کو اس وجہ سے کہ انھوں نے حق طلبی نہیں کی یہ تناسخ اور آواگون کے قایل ہیں۔ بیانیہ فرقہ کے لوگ اصحاب بیان بن سمعان کہتے ہیں کہ خدا انسانی شکل رکھتا ہے وہ تمام ہلاک ہوجائے گا، مگر اس کی ذات خدا کی روح نے حضرت علیؓ میں حلول کیا ان کے بعد ان کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ میں ان کے بعد ان کے صاحبزادہ ہاشم میں)۔ ان کے بعد بیان میں فرقہ مغیرہ کے لوگ جو اصحاب مغیرہ بن سعید عجلی ہیں کہتے ہیں کہ خدا ایک نورانی آدمی کی شکل رکھتا ہے اس کے سر پر نور

وحضرت سبحانہ بید خود بر سرِ او مسح کرد و فرمود یا نبی اذہب فبلغ منی بعد ازاں بر زمین فرود آمد وَھو الکسف المذکور فی قولہ تعالےٰ وَاِن یروا کسفًا من السّماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم و ہم ایشان میگویند کہ رسالت منقطع نمی شود و جنت عبارت است از امام کہ ما بہ محبت آن ماموریم و نار کنایہ است ازان شخصی کہ ما ببغض او محکومیم ہمچو ابی بکر رض و عمر رض و ہمچنیں فرائض عبارتست ازاں جماعت کہ ما را بہ محبت آنہا امر فرمودہ اند و محرمات آن طائفہ کہ ما را ببغض آنہا حکم کردہ و طائفہ خطابیہ اصحاب ابی خطاب اسدی کہ در خدمت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ است و امام چوں غلو او را در حق خود معلوم کرد از و بیزار گشت و از صحبت خود برآورد و ہو بعد ذٰلک ادعی الامامۃ لنفسہ میگویند کہ ہمہ ائمہ ابنار اند و حسنات انبیار اللہ جعفر صادق آلہ است اما ابو الخطاب ازو و از علی افضل است و ہولاء یستحلون شہادۃ الزور لموافقیھم علی مخالفیھم و نیز می گویند کہ جنت نعیم دنیا است و نار آلام آنست و دنیا ہرگز فانی نخواہد شد و محرمات و ترک فرائض را مباح میدانند و طائفہ غرابیہ از ایشان میگویند محمد یہ علی مشابہہ تر بود از مشابہت غراب بغراب و مگس بمگس و حضرت حق سبحانہ تعالیٰ وحی بجانب علی رضی اللہ عنہ فرستادہ بود جبرئیل از کمال مشابہت غلط کردہ وحی را بمحمد صلے اللہ علیہ و آلہ و بارک وسلم رسانیدہ و شاع ایشان

کا تاج ہے دل اس کا حکمت کا سرچشمہ ہے اصحاب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوی الجناحین یعنی فرقہ جناحیہ کے لوگ بھی تناسخ کے قائل ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ خدا کی روح نے پہلے حضرت آدم ؑ میں حلول کیا پھر حضرت شیث ؑ میں پھر اسی طرح حضرات انبیا و ائمہ کے قالبوں میں سرائیت کرتی چلی آئی یہاں تک کہ آخر میں اس نے حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد میں حلول کیا، اس کے بعد عبداللہ کے قالب میں روح خدا نے جگہ لی یہ قیامت کو نہیں مانتے، ممنوعات شریعت مثلاً شراب مردار زنا وغیرہ کو حلال جانتے ہیں، فرقہ منصوریہ کے لوگ ابو منصور عجلی کے پیرو ہیں۔ یہ حضرت امام محمد باقرؓ کی خدمت میں تھا جب حضرت امام نے اس سے بیزاری ظاہر کی اور اس کو اپنے پاس سے نکال باہر کیا تو یہ خود مدعی امامت بن بیٹھا۔ اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ابو منصور آسمان پر گیا تھا اور حق سبحانہ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا! اور کہا کہ اے بیٹے جا اور ہمارا پیغام پہنچا اس کے بعد وہ زمین پر اترا چنانچہ اسی کو اس آیت میں "کسف" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر دیکھتے ہیں ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہتے ہیں بادل ہے تہ بتہ۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ رسالت کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور جنت امام سے عبارت ہے جس کے ساتھ محبت کا رشتہ رکھنے پر ہم مامور ہیں اور دوزخ سے اس شخص کی طرف اشارہ جس کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ہم کو حکم ہے جیسے ابوبکرؓ اور عمرؓ اسی طرح کہتے ہیں کہ فرائض سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنے کا ہم کو حکم ہے اور محرمات سے وہ لوگ مقصود ہیں جن کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ہم کو امر کیا گیا ہے۔ فرقہ خطابیہ کے لوگ ابی خطاب اسدی کے اصحاب ہیں یہ حضرت امام محمد جعفر صادقؓ کی خدمت

میگوید ع غلط الامین فجاز ہا عن حیدرہ، و ایشان حضرت جبرئیل علیہ السلام را لعن میکنند و طائفہ ذمیہ کہ ذم محمد صلے اللہ علیہ وسلم می کنند و میگویند علیؓ الہ است محمد صلے اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم را مبعوث ساختہ است کہ مردم را بسوئے او دعوت کند محمد علیہ السلام بسوئے خود دعوت کرد و بعضی از ذمیہ محمد را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الہ میدانند جمعی ازایشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم را در احکام الوہیت مقدم میدانند و جمعی دیگر علی رضی اللہ عنہ را و گروہی ازایشان قائل اند کہ اصحاب عبا باشند محمد علیہ السلام و علیؓ و فاطمہؓ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم میگویند کہ ایں ہر پنج شی واحد اند و روح در اینہا علی السویہ حلول کردہ است و ہیچ یکی را بر دیگری مزیت و فضیلت نیست وایشان فاطمہ بتاء تانیث نمی گویند تحاشیاً عن وصمۃ التانیث وطائفہ یونسیہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی می گویند خدا بر عرش است و ہر چند ملائکہ اورا برداشتہ اند اما او از ملائکہ قوی است مثل کلنگ کہ بزور دو پا میگردد و از ہر دو پائے خود کلاں و بقوت تر است وطائفہ مفوضہ ازایشان میگویند کہ خدائے تعالیٰ دنیا را خلق کرد و بمحمد علیہ السلام تفویض نمود و مباح ساخت اورا ہر چیزیکہ در دنیا است و بعضی ازایشان میگویند کہ دنیا را بعلی تفویض نمودہ وطائفہ اسمٰعیلیہ بباطن قرآن قائلند نہ بظاہر و میگویند نسبت باطن بظاہر ہمچو نسبت لُب است بقشر و یکی کہ تمسک بظاہر آن میکند بعذاب و مشقت کہ امتثال

میں رہتا تھا حضرت امام نے جب معلوم کیا کہ یہ ان کی ذات کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتا ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے اور اپنی صحبت سے اس کو باہر کیا تب اس نے خود اپنی امامت کا نعرہ لگایا یہ کہتے ہیں کہ تمام ائمہ خدا تعالےٰ کے بیٹے ہیں اور ان کی خوبیوں کا ذریعہ حضرت جعفر صادق ہیں لیکن ابو الخطاب اُن سے اور حضرت علی رضؓ سے افضل ہے یہ لوگ جھوٹی گواہی کو روا رکھتے ہیں جبکہ مخالفین کے مقابلہ میں اس کی ضرورت پیش آئے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کا نام جنت ہے اور اس کی تکلیفوں کا نام دوزخ اور دنیا فنا کا منہ ہرگز نہیں دیکھے گی یہ محرمات پر عمل اور ترک فرائض کو جائز رکھتے ہیں ان میں غرابیہ فرقہ والے کہتے ہیں کہ ایک کوے کو کوے سے مکھی کو مکھی سے جس قدر مشابہت ہوتی ہے حضور اکرم صؐ کو حضرت علی رضؓ سے اس سے بھی زائد مشابہت تھی۔ حق سبحانہ، نے وحی دراصل حضرت علی رضؓ کو بھیجی تھی مگر حضرت جبرئیل عؑ انتہائی مشابہت کی وجہ سے دھوکا کھا گئے۔ اور وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ ان کا ایک شاعر کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل عؑ نے غلطی کی کہ حضرت علی رضؓ کو چھوڑ کر وحی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی یہ حضرت جبرئیل عؑ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ فرقہ ذمیہ کے لوگ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی رضؓ خدا ہیں انھوں نے محمد صؐ کو اپنی طرف دعوت دینے کے لیے لوگوں کے پاس بھیجا تھا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات کی طرف لوگوں دعوت دی۔ بعض ذمیہ محمد صؐ کو خدا مانتے ہیں پھر ان میں بھی دو فریق ہیں بعض حضرت علی رضؓ کو بھی خدا مانکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائی میں افضل جانتے ہیں اور بعض علی رضؓ کو برتر خیال کرتے ہیں۔ ان میں کا ایک گروہ اصحاب عبا اس کا قائل ہے کہ محمد صؐ علی، فاطمہ حسن رضؓ و حسین رضؓ یہ پانچ بزرگ درحقیقت شخص واحد ہیں ایک ہی روح سب

از امر و اجتناب از نواهی است گرفتار اوست باطن آن ترک عمل ظاهر آن میرساند و درین مطلب بآیۂ کریمه تمسک میکنند قال عزوجل فضرب بینهم بسور له باب باطنه فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب و ایشان محرمات را مباح میدانند و میگویند پیغمبرانیکه بشرائع ناطق اند هفت اند آدم و نوح و ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیه و علیهم افضل الصلوٰة و محمد مهدی را از رسل میگویند و اصل دعوات ایشان با بطال شرائع و در احکام شریعت تشکیکات میکنند چنانکه می گویند حائض را چرا روزه قضا گفتند نه نماز و وجوب غسل از منی چرا شد نه از بول و در بعضی از نمازها چهار رکعت چرا فرض شد و در بعضی دیگر سه رکعت و در بعضی دو رکعت چرا فرض گشت و شرائع را تاویلات میکنند وضو را عبارت از موالات امام می دانند و نماز را کنایه از رسول باین آیت تمسک میکنند. وان الصلوٰة تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر و احتلام را عبارت از افشای اسرار بسوئے نااهل میدانند و غسل تجدید و عهد است و زکوٰة تزکیه نفس بمعرفت دین خیال کرده اند و کعبه نبی است و باب علی و صفا محمد علیه السلام و مروه علی رضی و طواف هفتگانه عبارت از موالات ائمه سبعه میدانند و جنت راحت ابدان است از تکالیف. و نار مشقت ابدان است به مزاولت تکالیف. و از امثال این قسم خرافات بسیار دارند

میں یکساں حلول کیے ہوئے ہے کسی کو کسی پر فوقیت و برتری نہیں یہ لوگ، اسم فاطمہ کو تانیث سے ادا نہیں کرتے تاکہ ان کی ذات تانیث کے داغ سے محفوظ رہے۔ طائفہ یونسیہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی کا پیرو ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ خدا عرش پر رونق افروز ہے گو فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن وہ فرشتوں سے قوی تر ہے مثل کلنگ کے کہ اپنے دونوں پاؤں پر پھرتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں سے بڑا اور قوی تر ہے ان میں سے مفوضہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دنیا پیدا فرما کر اس کو حضرت محمدؐ کے سپرد کر دیا اور دنیا کی ہر چیز کو آپ کے لیے جائز اور مباح قرار دیا، ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں کہ دنیا حضرت علیؓ کے سپرد کی گئی اسمٰعیلیہ فرقہ کے لوگ قرآن کے باطن کو مانتے ہیں ظاہر کو نہیں کہتے ہیں کہ باطن کی نسبت ظاہر کی طرف ایسی ہے جیسے گودے اور مغز کی نسبت چھلکے کی طرف اور جو ظاہر قرآن کو حجت بتاتا ہے وہ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کے عذاب و مشقت میں اپنے کو گرفتار رکھتا ہے۔ باطن قرآن ترک عمل ظاہر کا تقاضا کرتا ہے، یہ اپنے خیال پر اس آیت کریمہ سے حجت لاتے ہیں۔ فرمایا عز و جل نے پس، لگایا جاوے گا ان کے درمیان کوٹ جس کے لیے دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت ہے اور باہر کی جانب عذاب۔ یہ حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں ان کا قول ہے کہ حامل شریعت پیغمبر سات ہیں آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ و محمد علیہ وعلیہم الصلوٰۃ و السلام اور حضرت محمد مہدی کو بھی رسول جانتے ہیں۔ اصل دعوت ان کی یہ ہے کہ یہ شریعتوں کو باطل کرتے ہیں ان کے احکام میں شبہے اور شکوک پیدا کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں

و نیز میگویند که خدا نه موجود است نه معدوم نه عالم نه جاہل
نه قادر نه عاجز و چوں حسن بن محمد صباح ظاہر شد
تجدید دعوت کرد به نیابت خود از امام بزعم ایشان ہیچ
زمانه از امام خالی نیست و ایشان منع می کنند عوام را از
خواص در علوم و خواص را از نظر در کتب متقدمه
تا بر فضائح و قبائح ایشان مطلع نگردند و چنگ در دامنهائی
فلسفه زده اند و بشرائع استهزا می کنند و طائفه زیدیه
که منسوب بزید بن علی بن زین العابدین اند سه گروه
اند یکے ازینها مسمی الجارودیه اند که بنص خفی بر امامت
علی قائلند و تکفیر اصحاب می کنند بسبب ترک مبایعت
علی بعد پیغمبر صلے اللہ تعالٰی علیه وسلم۔ دوم سلیمانیه اند گویند
امامت شوری در میان خلایق و ابوبکرؓ و عمرؓ را امام
میدانند اگرچه از مردم خطا واقع شده که باوجود علیؓ بایشاں بیعت نمودند
اما ایں خطار ابحدِ فسق نمی رسانند و عثمان و طلحه و زبیر و عائشهؓ را
تکفیر می کنند و سوم تبریه اند که بسلیمانیه موافق اند الا انهم
توقفوا فی عثمانؓ و اکثر زیدیه دریں زمانه مقلد اند در اصول
بمعتزله راجع اند و در فروع بمذہب امام اعظم ابوحنیفه
رحمه اللہ سبحانه مگر در چند مسئله و طائفه امامیه از ایشاں
بنص جلی برخلافت علی قائلند و تکفیر اصحابؓ میکنند و امامت
امام جعفرؓ را باتفاق میرسانند و بعد ازان در امام منصوص
اختلاف دارند و آنچه مشہور ست و مختار جمہور ایشاں بریں

کہ عورت بحالت حیض روزہ کیوں قضا کرتی ہے اور نماز قضا کیوں نہیں کرتی منی سے غسل کیوں واجب ہوتا ہے اور پیشاب سے کیوں نہیں، بعض نمازوں میں چار بعض میں تین اور بعض میں دو رکعتیں فرض کیوں ہیں، احکام شریعہ میں تاویلات کرتے ہیں، امام کی دوستی کو وضو اور رسول کی ذات کو نماز جانتے ہیں اور دلیل اس آیت سے لاتے ہیں۔ بالجملہ نماز بیحیائی اور نامعقول بات سے روکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ نااہلوں کو واقف اسرار کرنا احتلام ہے اور تازہ وعدہ کرنا غسل ہے۔ دین کی معرفت سے نفس کو پاک کرنا زکوٰۃ ہے، نبی کعبہ ہیں اور دروازہ علیؓ، محمدؐ صفا ہیں اور علیؓ مروہ، ساتوں ائمہ کے ساتھ موالات سات طواف ہیں، جنت بدن کے آرام اور تکلیف سے چھٹکارے کا نام ہے اور دوزخ ہمیشہ تکالیف سے بدن کی مشقت سے عبارت ہے، غرض اور اسی قسم کی خرافات کے قائل ہیں، یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم ہے نہ جاہل، نہ قادر ہے نہ عاجز۔ جب حسن بن محمد صباح ظاہر ہوا تو اس نے دعوت کو زندہ کیا اور خود کو امام کا نائب ٹھہرایا کیونکہ ان کا گمان ہے کہ کوئی زمانہ امام سے خالی نہیں، یہ عوام کو خواص کے علوم سے باز رکھتے ہیں اور خواص کو کتب متقدمین میں غور خوض سے تاکہ ان کے فضائح اور قبائح پر ان کو اطلاع نہ ہو، یہ فلسفہ کی روشنی میں چلتے ہیں اور شریعتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ طائفہ زیدیہ جو زید بن علی بن زین العابدین کی طرف منسوب ہے۔ تین گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایک گروہ کا نام جارودیہ ہے یہ بنص خفی علیؓ کی امامت کے قائل ہیں صحابہ کو کافر ٹھہراتے ہیں کیونکہ انھوں نے بعد پیغمبر علیہ السلام حضرت علیؓ سے بیعت نہیں کی دوسرا فرقہ سلیمانیہ کہلاتا ہے۔ یہ امامت کا دارومدار

ترتیب است کہ بعد امام جعفرؓ پسر او امام ابو موسیٰ کاظمؓ است و بعد ازان امام علی بن موسیٰ الرضا و بعد او محمد بن علی التقی و بعد او حسن بن علی الزکی و بعد او محمد بن الحسن و ہو الامام المنتظر و اوائل ایشان از تمادی ایام بعضی رجوع کردند و بعضی دیگر بجانب مشتبہ ھذا آخر بیان فرقتھم الضالۃ والمضلۃ و چند گروہ دیگر ایشان را ازاں ذکر نکردہ کہ در اصول و عقائد بطوائف مذکورہ موافقت کردند در چند مسئلہ کہ اختلاف نیز دارند. پوشیدہ نماند ہر شخص کہ او درایہ و تمیز دارد و بر حقیقۃ مطالب ایشان اطلاع یابد بی آنکہ رجوع بدلائل نماید حکم بفساد آنہا کند چنداں مقاصد موہومہ مبینۃ الفساد و بداہۃ البطلان اند و ایشان از کمال جہالت خود را باہل بیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و ائمہ اثنا عشر نسبت میکنند و بمتابعت و موالات آنہا ادعای نمایند حاشا و کلا ثم حاشا و کلا ایشان از محبت مفرط بیزار اند و بمتابعۃ قبول نمی دارند و محبت این بدکیشاں در رنگ محبت نصاریٰ است بحضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کہ از فرط ضلالۃ او را بخدائی می پرستیدند و او ازاں محبت بیزار بود و یوبدہ ما نقل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال لی النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ و احبتہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی

شوریٰ پر رکھتے ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ کو امام جانتے ہیں البتہ لوگوں کو خطا کار خیال کرتے ہیں کہ انھوں نے علیؓ کی موجودگی میں ان دو بزرگوں سے بیعت کی لیکن اس خطا کو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتے۔ عثمانؓ، طلحہؓ زبیرؓ اور عایشہؓ کو کافر کہتے ہیں۔ تیسرا فرقہ تبریہ کے نام سے مشہور ہے یہ فرقہ سلیمانیہ کے ساتھ متفق العقیدہ ہیں البتہ عثمانؓ کی امامت ماننے میں تامل کرتے ہیں آجکل اکثر زیدیہ اصول میں معتزلہ کے پیرو ہیں اور فروع میں امام ابو حنیفہ کے متبع۔ البتہ چند مسائل میں مختلف الخیال ہیں۔ ان میں سے امامیہ فرقہ کے لوگ نص جلی سے حضرت علیؓ کی خلافت کو مانتے ہیں صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں امامت کا سلسلہ امام جعفرؒ تک چلاتے ہیں ان کے بعد امام منصوص میں اختلاف کرتے ہیں انمیں اکثر اس سلسلہ امامت کے قائل ہیں کہ امام جعفر کے بعد آپکے صاحبزادہ امام ابو موسیٰ کاظم انکے بعد امام علی بن موسیٰ الرضا ان کے بعد محمد بن علی التقی ان کے بعد حسن بن علی الزکی ان کے بعد محمد بن الحسن اور یہی امام منتظر کہلاتے ہیں، پھر زمانہ گزرنے پر ان کے اگلوں کے دو فریق ہو گئے بعض نے معتزلہ کی طرف رجوع کر لیا اور بعض فرقہ مشبہہ میں جا ملے۔ یہ ہیں ان شیعہ کے گمراہ اور گمراہ کن فرقے۔ ان کے بعض اور فرقوں کو نظر انداز اس لیے کیا گیا کہ وہ اصول و عقائد میں مذکورہ فرقوں کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں گو چند مسائل میں ان کو اختلاف بھی ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان شیعہ کے مقاصد کچھ ایسے موہوم بیّن الفساد اور ظاہر البطلان ہیں کہ جو شخص بھی ذرا عقل و تمیز رکھتا ہے اور ان کے مطالب کی حقیقت سے واقف ہوتا ہے بغیر دلیل معلوم کیے فوراً ان کے لغو اور بیچ ہونے کا حکم لگاتا ہے۔ یہ ان کی جہالت ہی کا تقاضا ہے کہ خود کو اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر سے منسوب کرتے ہیں اور ان کے

لیست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)

وقولہ تعالیٰ اذ تبرّء الذین اتبعوا نشان حال ایشان است یعنی وقتی کہ متبوعان از تابعان بیزار شوند و متابعہ قبول ندارند۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ فالآن نشرع فی جواب اعتراضاتھم الواھیۃ معتصما بحبل اللہ الملک الاکبر انہ علی ما یشاء قدیر و بالاجابہ جدیر قال علماء ما وراء النھر شکر اللہ تعالیٰ سعیھم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کمال تعظیم و توقیر خلفاء ثلثہ میداشتند و در مدح ھر یک احادیث کثیرہ وارد گشتہ و جمیع اقوال و افعال آنحضرت بمطابق آیہ کریمہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ بموجب وحی است و شیعہ کہ مذمت ایشان میکنند مخالفہ وحی میکنند و مخالفہ وحی کفر است شیعہ در جواب آنہا اول بطریق معارضہ گفتند کہ از دلیل قدح خلفای ثلثہ و بطلان خلافت ایشان لازم می آید زیرا کہ در شرح مواقف از آمدی کہ از اکابر اہل سنت است منقول است کہ قریب بوقت رحلت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در میان اہل اسلام مخالفہ واقع شدہ و مخالفہ اول این بود کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

ساتھ میلانات کا دم بھرتے ہیں خدا کی پناہ یہ بزرگ تو خود ان کی مبالغہ آمیز محبت سے بیزار ہیں اور ان کی متابعت پر راضی نہیں بلکہ ان بدکیشوں کی محبت نصاریٰ کی محبت سے ملتی جلتی ہے جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھا کرتے تھے کہ آخر اپنی انتہائی گمراہی کے باعث ان کو خدا کے ساتھ پوجنے لگے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ اس محبت سے بیزار تھے چنانچہ حضرت علیؓ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم میں عیسیٰ سے مشابہت ہے کہ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسندیدہ اور محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجے پر پہنچایا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا کہا) پھر فرمایا کہ میرے (علیؓ) معاملے میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والے ہوں گے اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائیں گے جو مجھ میں نہ ہوں گی دوسرے وہ جو میرے دشمن ہوں گے اور مجھ سے دشمنی ان کو اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "جبکہ بیزار ہوگئے وہ لوگ کہ پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے" ان کے حال کی صحیح ترجمانی ہے۔ اے پروردگار جب ہدایت دے تو ہم کو تو نہ پھیر ہمارے دلوں کو اور بخش ہم کو اپنے پاس سے رحمت البتہ تو رحمت دینے والا ہے۔ اب ہم ان کے واہی تباہی اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ چھیڑتے ہیں، اور خدائے برتر پر بھروسہ کرتے ہیں جو سب سے بڑا بادشاہ ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور اپنے بندے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ حضرات علماء ماوراء النہر نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما

در مرض موت فرمود کہ ایتونی بقرطاس اکتب لکم شیئاً لا تضلوا بعدی (بخاری ومسلم) و عمرؓ بایں امر راضی نشدہ گفت ان الرجل غلبتہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا، پس صحابہ اختلاف کردند تا آواز بسیار شد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازیں معنی آزردہ شد فرمود کہ برخیزید پیش من تنازع سزاوار نیست ومخالفہ دوم آں بود کہ بعد از قضیۂ مذکورہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعی را مقرر ساخت کہ ہمراہ اُسامہ بسفرے روند وبعض ازاں جمع تخلف نمودند وبعرض پیغمبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم رسیدہ آں حضرت مکرر مبالغہ فرمودند کہ جہزوا جیش اُسامۃؓ لعن اللہ من تخلف عنہ ومع ھذا آں بعض تخلف کردند ومتابعہ نہ نمودند پس گوئیم امری کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم درباب نوشتن وصیت فرمودند بمقتضائی کریمہ مذکورہ وحی است ومنعی کہ عمرؓ کردہ منع ورد وحی است ورد وحی کفر است علی ما اعترفتم بہ وعلی ما دل علیہ قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون وکافر قابل خلافت پیغمبر نیست صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ونیز تخلف از جیش اُسامۃ بمقتضائی دلیل مذکور کفر است ومتخلفان خلفائی ثلثہ اند باتفاق وچوں حضرات در صحیفہ شریفہ اعتراف نمودند کہ فعل حضرت وحی است والواقع

کر جناب پیغمبر علیہ السلام نے حضرات خلفاء ثلثہ کی بڑی تعظیم و توقیر ظاہر فرمائی ہے اور ہر سہ بزرگوں کی مدح و تعریف میں بہت سی حدیثیں منقول ہیں اور آنحضرتؐ کے اقوال و افعال بموجب آیۂ کریمہ "اور نہیں بولتے آپ خواہش سے وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے" سراسر وحی ہیں اور شیعہ جب ان بزرگوں کی مذمت کرتے ہیں تو گویا وحی کی مخالفت کرتے ہیں اور وحی کی مخالفت کھلا کفر ہے۔ شیعہ اس کے جواب میں بطور معارضہ کہتے ہیں کہ دلیل سے خلفاء کی شان میں قدح اور ان کی خلافت کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ شرح مواقف میں آمدی کا یہ قول نقل کیا ہے جو اکابر اہل سنت میں سے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے وقت اہل اسلام میں آراء کا اختلاف پیدا ہوگیا پہلا اختلاف یہ تھا کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے مرض موت میں ارشاد فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لیے کچھ لکھدوں تاکہ تم میرے بعد نہ بہکو حضرت عمرؓ اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہا کہ آپ پر مرض کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہم کو کافی ہے، غرض صحابہ نے اس بارے میں اختلاف کیا اور ایک شور و غل کی آواز پیدا ہوگئی اس کیفیت سے آنحضرتؐ آزردہ خاطر ہوئے فرمایا اٹھو میرے سامنے جھگڑا مناسب نہیں دوسرا اختلاف یہ تھا کہ واقعہ معلومہ کے بعد پیغمبرؑ نے ایک جماعت کو نامزد فرمایا کہ اسامہؓ کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوں اس جماعت میں سے بعض نے تعمیل میں سستی برتی جب آنحضرتؐ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے بڑے اصرار سے فرمایا اسامہؓ کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے جان چرائے اللہ کی اس پر لعنت ہو اس تاکید کے باوجود بعض نے تعمیل کے لیے قدم نہیں

ایضاً کذالک پس گویم اخراج حضرت پیغمبر مروان را از
مدینه بالضرور وحی است و آوردن عثمان اورا تفویض
امور بامر و تعظیم او کفر است بدو وجه اول دلیلی که حضرت
فرمودند وجه دوم قوله تعالیٰ لا تجد قوماً یؤمنون باللہ
والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا
آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم۔ اقول و
باللہ العصمة والتوفیق لانسلم که جمیع اقوال وافعال آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بموجب وحی است و استشهاد
ایشان بکریمه غیر تام است زیرا که آں مختص بقرآن است
قال القاضی البیضاوی معنی قوله سبحانه وما ینطق عن
الهویٰ وما یصدر نطقه بالقرآن عن الهویٰ و ایضاً
اگر جمیع افعال و اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموجب وحی
میبود بر بعض اقوال و افعال آنسرور علیه الصلوٰة و السلام
اعتراض وارد نمی شد و عتاب نمی آمد کما فی قوله تعالیٰ یا ایها النبی
لم تحرم ما احل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك وقوله
عزوجل عفا اللہ عنك لم اذنت لهم وقوله سبحانه
ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض
تریدون عرض الدنیا وقوله تعالیٰ لا تصل علی احد
منهم مات ابدا۔ بروایتی ورود این بعد از ادای نماز آنسرور
است صلی اللہ علیہ وسلم برای منافق و بروایتی پیش از ادای
نماز بر آن و بعد از عزم برادای آن و بهر تقدیر نهی از

اٹھایا اور آپ کی بات نہ مانی لہذا ہم کہتے ہیں کہ جس امر کے لکھ لینے کی آنجناب ؐ نے وصیت فرمائی وہ آیت مذکورہ کے بموجب وحی ہے اور عمر رضؓ نے جب اس امر کو روکا تو وہ ردِ وحی ہوا اور رد وحی کفر ہے اس کا تم کو بھی اعتراف ہے پھر اللہ کا یہ کلام بھی اسی پر دال ہے کہ جنہوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے فرمان کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہ کافر ہیں اور کافر پیغمبرؑ کی خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا اور نیز جیش اسامہ رضؓ میں شریک ہونے سے جان چرانا بموجب دلیل کفر ہے اور باتفاق رائے حضرات خلفاء ثلثہ ہی شرکت سے بچے اور کنارہ کش رہے بعد ازاں جب حضرات علما اعتراف کر چکے ہیں کہ آنحضرتؐ کا فعل وحی ہے اور حقیقت میں ہے بھی ایسا ہی تو ہم کہتے ہیں کہ آنجنابؐ کا مروان کو مدینہ سے نکال دینا لازمی وحی ہے پھر حضرت عثمان رضؓ کا اس کو بلا لینا معاملات اس کے سپرد کرنا اور اس کی عزت کرنا دو وجہوں سے کفر ہے اول اسی دلیل کی رُو سے جو ابھی حضرات کرام نے بیان فرمائی دوسرے بموجب فرمان الہٰی "نہ پائیں گے آپ کسی قوم کو جو ایمان لاتے ہوں اللہ اور دن آخرت پر کہ دوستی کریں اس شخص سے کہ مقابلہ کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کا اگرچہ ہوں باپ ان کے یا بیٹے ان کے یا بھائی ان کے یا کنبا انکا" اب ہم توفیق الہٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کو تسلیم نہیں کہ آنحضرتؐ کے تمام اقوال و افعال بروئے وحی ہیں اور آیت کریمہ سے شہادت پیش کرنا مفید مطلب نہیں کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ مخصوص ہے، قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ اللہ کا فرمان عالی وما ینطق عن الھوی اس مطلب کی طرف مشیر ہے کہ قرآن کی کوئی بات اپنی خواہش سے ادا نہیں فرماتے - اور اگر ایسا

فعل متحقق است سواء کان فعل الجوارح او فعل
القلب و امثال ذالک فی القرآن کثیرۃ۔ پس تواند بود
کہ بعض افعال و اقوال آنسرور علیہ الصلوٰۃ و السلام از روی
رائے و اجتہاد باشد قال البیضاوی فی تفسیر قولہ عزوجل
ماکان النبی الخ الآیہ دلیل علی ان الانبیاء یجتہدون
وانہ قد یکون خطاء ولکن لایقرون علیہ و اصحاب کرام
در امور عقلیہ و احکام اجتہادیہ مجال اختلاف ومساغ
خلاف داشتند، و در بعضی از اوقات وحی موافق رائے
اصحاب نازل شدہ چنانکہ در اساری بدر مطابق رائے
امیرالمومنین عمرؓ وحی آمدہ چہ توجہ آنسرور با مور عقلیہ
کمتر بود۔

قال القاضی البیضاوی روی انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام اتی بیوم
بدر بسبعین اسیرا منہم العباس
وعقیل بن ابی طالب فشاور فیہم
فقال ابوبکرؓ قومک واھلک
استبقہم لعل اللہ تعالٰی یتوب علیہم
وخذ منہم فدیۃ تقوی بہا
اصحابک وقال عمرؓ اضرب اعناقہم
فانہم ائمۃ الکفروان اللہ اغناک
عن الفداء مکنی من فلان ومکن علیا

ہوتا کہ آپ کے تمام اقوال وافعال وحی کے بموجب ہوتے تو بعض اقوال وافعال آنحضرتؐ پر یہ اعتراض نہ ہوتا اور حضرت عز اسمہ سے عتاب وارد نہ ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اے نبی کیوں آپ حرام کرتے ہیں اس کو جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا۔ کیا آپ ازواج کی مرضی چاہتے ہیں" یا فرمان الٰہی ہے "اللہ نے آپ کو معاف کیا، آپ نے ان کو کیوں اجازت دی" یا ارشاد باری ہے "اور نبی کو نہیں چاہیے کہ اس کے قیدی ہوں مگر یہ کہ خون گرادے زمین میں تم دنیا کا سامان چاہتے ہو" اور فرمان خداوندی ہے "اور نہ نماز پڑھیے کسی پر ان میں سے جو مر جاوے" ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق پر آنحضرتؐ کے نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور دوسری سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے پہلے مگر ارادہ نماز کے بعد اس آیت کا نزول ہوا۔ بہرحال فعل سے نہی کا ثبوت بہم پہنچتا ہے خواہ وہ اعضائے بدنی کا فعل ہو یا دل کا۔ اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں بہت ہیں تو ہوسکتا ہے آنجنابؐ کے بعض افعال واقوال رائے اور اجتہاد سے ہوں قاضی بیضاوی آیت "ماکان النبی الخ" کی تفسیر کے ذیل میں کہتے ہیں یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ حضرات انبیا اجتہاد کرتے ہیں اور اجتہاد کبھی خطا ہوتا ہے لیکن وہ اس اجتہاد پر قائم نہیں رہتے اور صحابہ کرام عقلی اور اجتہادی امور و احکام میں اختلاف کی گنجائش اور خلاف کا حق رکھتے تھے۔ بعض وقت صحابہ کی رائے پر وحی نازل ہوتی چنانچہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے پر وحی آئی اور یہ اس لیے کہ آنسرورؐ کی توجہ مبارک امور عقلیہ کی طرف کم تھی۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس یوم بدر میں ۷۰ قیدی لائے گئے جن میں عباسؓ اور عقیل بن ابی طالبؓ بھی تھے

وحمزه من اخوانهما فلنضرب اعناقهم
فلم يهود رلك رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وقال ان الله ليلاين قلوب
رجال حتى يكون الين من اللبن و
ان الله ليشدد قلوب رجال حتى تكون
اشد من الحجارة وان مثلك يا
ابا بكر مثل ابراهيم على نبينا
وعليه وآله افضل الصلوٰة والتسليمات
قال فمن ابتغى فانه منى و من
عصانى فانك غفور رحيم و مثلك
يا عمر مثل نوح على نبيّنا
وعليه وآله الصلوٰة قال لا تذر على
الارض من الكافرين ديّارا۔
فخير اصحابه فاخذ الفداء
فنزلت يعنى آيه ما كان النبى
فدخل عمرؓ على رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فاذا هو وابوبكرؓ
يبكيان فقال يا رسول الله اخبرنى
فان اجد بكاءً بكيت والا تباكيت
فقالَ ابكى على اصحابى فى اخذهم
الفداء ولقد عرض على عذابهم

آپ نے ان کے بارہ میں مشورہ فرمایا ابوبکرؓ بولے یہ آپ کی قوم ہے آپکے
اہل ہیں انکو باقی رکھیے شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان سے فدیہ
قبول فرمائیے، جس سے آپ کے اصحاب قوت حاصل کریں حضرت عمرؓ نے
کہا کہ ان کی گردن اڑائیے کیونکہ یہ کافروں کے پیشوا ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ
نے فدیہ سے بے نیاز کیا ہے فلاں مجھ کو سپرد کیجیے اور علیؓ اور حمزہؓ کو ان کے
بھائی حوالے کیجیے ہم ان کا سر قلم کریں آنجناب کو یہ رائے پسند نہ آئی
فرمایا اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کے دلوں کو دودھ سے زائد نرم کر دیتا ہے
اور بعض کے دلوں کو پتھر سے زائد سخت بنا دیتا ہے۔ اور اے ابوبکرؓ تمہاری
مثال حضرت ابراہیم کی سی ہے جنہوں نے فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ
میری امت ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو گناہ بخشنے والا اور رحم
کرنے والا ہے اور اے عمر تمہاری مثال نوحؑ کی سی ہے جنہوں نے
فرمایا اے رب کسی کافر کو زمین پر بسنے والا نہ چھوڑیں آپ نے اپنے
اصحاب کو اختیار دیا (خواہ قتل کریں خواہ فدیہ لیں) انھوں نے
فدیہ لیا پس یہ آیت اتری ما کان لنبی اس کے بعد عمرؓ آنجناب کے
پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اور ابوبکرؓ رو رہے ہیں، عمرؓ بولے
یا رسول اللہ رونے کا راز مجھے بھی بتلائیے اگر رونا آئے روؤں
ورنہ رونی صورت تو کم از کم بناؤں، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے
اصحاب پر رو رہا ہوں کہ انھوں نے فدیہ لے لیا اور مجھ پر انکا عذاب پیش
کیا گیا جو اس درخت سے بھی قریب تر تھا، قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ آنحضرت
سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے
عمرؓ اور سعد بن معاذؓ کے کوئی نہ بچتا کیونکہ انھوں نے بھی قتل کا مشورہ

ادنی من ھذہ الشجرۃ بشجرۃ نتربیۃ
قال القاضی البیضاوی روی انہ
علیہ السلام قال لو نزل العذاب
لما نجا منہ غیر عمرو سعد بن
معاذ و ذلک لانہ اشار باثخان۔ ایضاً
پس گویم تواند بود امر آں حضرت با تیان قرطاس
و تجہیز جیش اسامہؓ و ہمچنیں اخراج آنحضرت مروان
را بطریق وحی نباشد بلکہ بطریق رائے و
اجتہاد باشد و مخالفت آنہا لانسلم کہ کفر است
زیراکہ ازیں قسم مخالفت از اصحاب کرام آمدہ چنانکہ
بالا گزشت و باوجود تحقیق زمان نزول وحی انکار
بریں مخالفہ دارد نشدہ و عتاب نیامدہ و حال آنکہ
اندک چیز از سوء ادب بہ نسبت بآنسرور علیہ السلام
از اصحاب کرام صادر میشد حق سبحانہٗ و تعالیٰ فی الحال
از افعال نہی میکرد و بر مباشران وعید نازل می
فرمود کما قال عزمن قائل
یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی ولا
تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم
لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم
لا تشعرون۔

دیا تھا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کا کاغذ منگوانے کے لیے حکم دینا یا جیش اسامہ کی تیاری کے لیے فرمانا اور اسی طرح آپ کا مروان کو نکلوانا بطریق وحی نہ ہو بلکہ محض رائے اور اجتہاد سے ہو۔ لہٰذا ان امور کی مخالفت کو ہم کفر تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس طرح کی مخالفت صحابہ سے ثابت ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔ اور باوجود اس کے کہ نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا کوئی عتاب یا انکار اسپر حضرت باری سے وارد نہیں ہوا حالانکہ آنحضرت کی شان والا میں صحابہ کرام کی طرف سے ذرا سی بے ادبی واقع ہونے پر حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے نہی وارد ہوئی اور مرتکبین بے ادبی پر وعید نازل ہوئی" چنانچہ حضرت عز اسمہ فرماتے ہیں اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ اٹھاؤ اور گفتگو بلند آوازی سے جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضایع ہو جائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو۔ شارح مواقف نے آمدی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مسلمان ایک ہی عقیدہ پر قائم تھے، سوائے ان لوگوں کے جو نفاق کو چھپاتے تھے اور موافقت کو ظاہر کرتے تھے۔ پھر ان میں آپس میں اختلاف رونما ہوا، پہلے ان امور اجتہادیہ میں جن سے نہ تو ایمان واجب ہو نہ کفر واجب ہوا اور ان کی غرض اس سے دین کے مراسم کو قائم کرنا اور شریعت کے طُرُق کی پائداری تھی، چنانچہ ایک اختلاف ان کا وہ تھا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں آپؐ کے فرمان ایتونی بقرطاس الخ کے ذیل میں رونما ہوا یا وہ اختلاف جو جیش اسامہ رضؓ سے پیچھے رہنے میں واقع ہوا بعض نے

فقال شارح المواقف نقلا عن الآمدی حیث
قال کان المسلمون عند وفات النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی عقیدۃ واحدۃ
الا من کان ینطوی النفاق ویظھر الرفاق
ثم نشاء الخلاف فیما بینھم اولا فی امور اجتھادیۃ
لایوجب ایمانا ولا کفراً وکان غرضھم
منھا اقامۃ مراسم الدین وادامۃ
مناھج الشرع القویم وذلک کاختلافھم
عند قول النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی مرض موتہ ایتونی بقرطاس الخ وکاختلا
فھم بعد ذالک فی التخلف عن جیش اسامۃؓ
فقال قوم بوجوب الاتباع لقول علیہ السلام جھزو جیش اسامۃؓ
لعن اللہ من تخلف عنہ وقال قوم بالتخلف انتظاراً لما یکون
من رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ۔
اگر کسے گوید واثبات مقدمہ ممنوعہ نماید کہ ثبوت اجتہاد آنسرور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از وحی بودہ پس صادق آمد کہ
جمیع افعال واقوال آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام
بموجب وحی است چہ احکام اجتہادیہ ہم بہ تقدیر
بموجب وحی شدہ گوئیم کہ مراد از جمیع افعال واقوال ہر
قول وفعل اوست صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم
خاصۃ علی سبیل التفصیل کما لا یخفی علی فطن المتامل ولا

اتباع کو واجب قرار دیا بموجب حکم علیہ السلام جھزوا جیش اسامۃؓ لعن اللہ من تخلف عنہ اور بعض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا انجام دیکھنے کے انتظار میں پیچھے رہے۔ اگر اس پر اعتراض کرے اور اسی مقدمہ کو جس پر کہ منع وارد کیا گیا ہے ثابت کرنے لگے کہ آنسرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجتہاد کا ثبوت بھی تو وحی سے ہوا ہے، پس صادق آیا کہ جمیع افعال واقوال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بموجب وحی ہی ہوں کیوں کہ احکام اجتہادیہ اس صورت میں بذریعہ وحی ہی ثابت ہوئے ہیں جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جمیع افعال واقوال سے مراد ہر فعل اور ہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص خاص طور پر تفصیلاً ہے جیسا کہ سمجھدار دقیق النظر انسان پر پوشیدہ نہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ مجتہدین کے تمام اقوال وافعال بموجب وحی ہوں کیونکہ ان کا اجتہاد بھی تو وحی سے ثابت ہے۔ عقلمند اس سے عبرت حاصل کریں علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ اس مقدمہ کا اثبات کوئی نفع نہیں دیتا اس لیے کہ اس کی گنجائش دوسرا ایک مقدمہ ہے وہ یہ کہ نبی صلعم کے جمیع افعال واقوال وحی سے ثابت ہونے کی تقدیر پر ان کی مخالفت کا کفر ہوتا ہے اور اس کا حال گزر چکا۔ اب علماء ماوراء النہر کی عبارت ہیں ان کے اس قول سے مراد کہ آپ کے تمام افعال واقوال بموجب وحی ہیں وہ امور ہیں جو امور اجتہادیہ کے علاوہ آپ سے صادر ہوئے خواہ وہ وحی خفی سے ہوں یا وحی جلی سے اور اسی قدر تعمیم ان کے مقصد میں کافی ہے ظاہر ہے وہ احادیث جو خلفائے ثلثہ کی مدح وستائش میں وارد ہیں ان کا شمار غیب کی خبروں میں ہے اور غیب بطریق وحی معلوم ہوسکتا ہے

فیلزم ان یکون اقوال جمیع المجتهدین وافعالهم بموجب الوحی لان اجتهادهم ثبت بالوحی والنص فاعتبروا یا اولی الابصار علی انّا نقول اثبات تلک المقدمة لا یجدی نفعًا لان مفتاح المقدمة القایلة بان مخالفتها کفر وسنده ما مر فافهم۔
وآنچه در بداءة عبارت علماء ماوراء النهر واقع شده که جمیع افعال واقوال آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب وحی است مراد ازان واللہ سبحانہ اعلم سوای امور اجتهادیه که ازان سرور علیه الصلوٰة والسلام صادر شده سواء کان بالوحی الجلی او بالخفی وہمیں قدر از تعمیم در مدعاء ایشان کافی است چه احادیثی که در مدائح خلفائے ثلثه وارد گشته اند از قبیل اخبار از مغیبات اند وهو بطریق الوحی لا غیر ولا مدخل للرای والاجتهاد فیه قال عزوجل وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو وقال سبحانه عالم الغیب لا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ امّا برین تقدیر لازم است که از کریمه وما ینطق عن الهوی عامه از قرآن ووحی خفی مراد دارند کما لا یخفی شک نیست که از انکار ومخالفت چنیں افعال و اقوال انکار ومخالفت وحی لازم آید ومخالفت وحی کفر است والاحادیث الواردة فی مدحهم الدالة علی انها اعلام اللہ سبحانه کثیرة بحیث وصلت لکثرة الطرق وتعدد

رائے اور اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہیں خدائے عز وجل نے فرمایا اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ غیب کا جاننے والا ہے، اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر جس کو چاہے اپنے رسولوں میں سے لیکن بدیں صورت لازم آتا ہے کہ آیہ کریمہ وما ینطق عن الھویٰ سے وہ عام معنی مراد ہوں جو قرآن اور وحی خفی ہر دو کو شامل ہے اور شک نہیں کہ اس قسم کے اقوال و افعال سے انکار اور ان کی مخالفت سے وحی کی مخالفت اور اس کا انکار لازم آتا ہے اور وحی کی مخالفت کفر ہے۔ اور وہ احادیث جو ان بزرگوں کی مدح وستائش میں وارد ہیں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے خاص سرمایہ علم بخشتی ہیں کثیر تعداد میں ہیں یہاں تک کہ اگر ان کی کثرت طُرق و تعدد رواۃ کا لحاظ کیا جائے تو وہ شہرت کی حد تک یا معنیً تواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں مثلاً ایک وہ جو ترمذی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بدیں معنی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ابوبکرؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر میرے رفیق یا انھیں ترمذی کی بیان کردہ حدیث کہ آپ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے حضرت ابوبکرؓ بولے یا رسول اللہ میری آرزو ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو دیکھتا۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر تم تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گے۔ بخاری و مسلم میں حدیث نقل ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میں جنت میں گیا اور وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک چھوکری تھی، میں نے پوچھا یہ کس کی ہے کہا گیا کہ یہ عمر بن الخطابؓ کی ہے میرا ارادہ

الرواة الى حد الشهرة بل الى حد التواتر معنى فلنذكر
عدة منها ما روى الترمذى عن النبى صلى الله
عليه وسلم انه قال لابى بكر انت صاحبى
فى الغار وصاحبى على الحوض ومنها ما روى
الترمذى ايضاً عنه عليه الصلوٰة والسلام انه قال
اتانى جبرئيل فاخذ بيدى فارانى باب الجنة
يدخل امرأ من امتى فقال ابوبكر يا رسول الله
وددت انى كنت معك حتى انظر اليه فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اما انك يا ابا بكر اول من يدخل
الجنة ومنها ما روى البخارى ومسلم عن النبى صلى الله
تعالى عليه وعلى آله وسلم انه قال دخلت الجنة
الى ان قال رأيت قصراً بفنائه جارية فقلت
لمن قال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخله فانظر
اليها فذكرت غيرتك فقال عمرؓ بابي وامي
يا رسول الله أعليك أغار. ومنها ما رواه ابن ماجة
من النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انه قال ذلك
الرجل ارفع امتى درجة فى الجنة قال ابو سعيد
والله ما كنا نرى ذلك الرجل الا عمر بن الخطابؓ
حتى مضى لسبيله ومنها ما اخرج ابو على من عمار بن
ياسر انه قال صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ما قدمت
ابا بكرؓ وعمرؓ ولكن الله قدمهما. ومنها ما اخرج ابو على

ہوا کہ اس کے اندر جا کر لونڈی کو دیکھوں لیکن اے عمرؓ تمہاری غیرت مجھکو یاد آئی
حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ
پر مجھے غیرت ہو سکتی ہے۔ ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ شخص میری امت کا جنت میں سب سے بلند درجہ کا ہوگا۔ ابوسعیدؓ
کہتے ہیں کہ ہم اس شخص سے مراد سوائے عمرؓ کے کسی کو نہیں جانتے تھے یہانتک
کہ انھوں نے وفات پائی۔ یہاں وہ حدیث بھی قابل لحاظ ہے جو ابو علی عمار
بن یاسرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کو
مقدم نہیں بنایا بلکہ خود خدا تعالی نے ان کو مقدم ٹھہرایا۔ یا وہ حدیث جو ابو علی
بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل آئے
ہیں نے ان سے کہا کہ عمر بن الخطابؓ کے فضائل بیان کیجے انھوں نے جواب
دیا اگر میں ان کے فضائل اس قدر مدت بیان کروں جس قدر مدت نوحؑ اپنی
قوم میں رہے تو بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں اور عمرؓ ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے
ایک نیکی ہیں۔ یہاں وہ حدیث بھی قابل لحاظ ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ علی
ابن ابی طالب و انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں اولین سے
آخرین تک سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔ یہاں وہ حدیث بھی قابل
غور ہے جو بخاری و مسلم موسی اشعریؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے
کہا میں مدینہ کے ایک باغ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک
شخص آئے انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا آپ نے فرمایا دروازہ کھولو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو میں نے
دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ ہیں۔ میں نے ان کو خوشخبری دی انھوں نے اس پر اللہ کا شکر
ادا کیا پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا حضور اکرمؐ نے مجھ سے پھر فرمایا، دروازہ کھولو اور

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا انی جبرئیل فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطابؓ فقال لو حدثتک مالبث نوح فی قومہ ما نفدت فضائل وان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر ومنہا مارواہ الترمذی وابن ماجۃ عن علی بن ابی طالبؓ وعن انس رضی اللہ تعالی عنہ انہ علیہ السلام قال ابوبکر وعمر سید کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین ومنہا ماروی البخاری ومسلم عن موسی الاشعری انہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط من حیطان المدینۃ وجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتح وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابوبکرؓ فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا عمر فاخبرتہ بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح وبشرہ بالجنۃ علی بلوی یصیبہ فاذا عثمانؓ فاخبرتہ بما قال النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فحمد اللہ سبحانہ ثم قال واللہ المستعان ہذا۔

وایضاً لو سلم کہ اخراج مروان بطریق وحی بودہ فلا نسلم کہ اخراج ونفی دائمی مراد آن سرور بودہ باشد چرا نتواند بود کہ اخراج موقت وتغریب موجل خواستہ باشد چنانکہ آن سرور علیہ السلام در حد زنا فرمودہ البکر بالبکر جلد مأۃ وتغریب عام۔ وچون امیرالمومنین عثمان رضؓ بر توقیت اخراج اطلاع داشت بعد مضی مدت عقوبت

آنے والے کو جنت کی خوش خبری سناؤ میں نے دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہوں کہ عمرؓ ہیں، میں نے ان کو خوش خبری سنائی انھوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا، پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا، آپ نے فرمایا دروازہ کھولو اور بلوے میں جو مصیبت پہنچے والی ہے اس کے بدلے میں ان کو جنت کی خوش خبری سناؤ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے ان کو خوش خبری سنائی انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ مددگار ہے۔

نیز اگر مان بھی لیا جائے کہ مروان کا نکالنا بموجب وحی تھا تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس کا نکالنا اور جلاوطنی ہمیشہ کے لیے تھی اور آنحضرت کی یہی منشا تھی ایسا کیوں نہ ہو کہ اخراج وقتی ہو جلاوطنی مقررہ مدت تک ہو جیسا کہ آنحضرت صلعم نے حد زنا میں فرمایا کنوارے کی کنواری کے ساتھ زنا پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اب چونکہ حضرت عثمان کو اخراج کی مدت کا پتہ تھا۔ سزا اور جلاوطنی کی مدت ختم ہونے پر آپ اس کو مدینے میں لے آئے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ رہی آیت لا تجد قوماً الخ تو یہ کفار کی دوستی سے روکتی ہے اور مروان کا کفر ثابت نہیں کہ اس کی دوستی ممنوع قرار پائے لہذا سمجھو انصاف کرو اور سینہ زوری نہ کرو تاکہ اندھی اونٹنی کی طرح بھٹکنے لگو۔ نیز شیعہ نے بطریق منع اور مناقضہ کہا کہ خلفائے ثلثہ کی مدح جو آنحضرت صلعم سے ثابت ہے وہ متفق علیہ فریقین نہیں کیوں کہ شیعہ کی کتابوں میں ان کا نشان تک نہیں اور جو احادیث مذمت پر دلالت کرتی ہیں مثلاً گزشتہ روایتیں (کاغذ اور جیش اسامہؓ کی) یہ ہر دو فریق کی کتابوں میں درج ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت وضع حدیث کو مصلحت کی خاطر جائز قرار دیتے ہیں۔ لہذا غیر متفق علیہ حدیث پر سے اعتماد لازمی

و تغریب اورا به مدینه آورد و لا محذور فیه - و آیۃ لا تجد قوماً الخ
منع از مودت کفار می کند و کفر مروان ثابت نشده که مودت او ممنوع
باشد فافهم و انصف و لا تعسف تخبط خبط العشواء و نیز شیعه ثانیاً
بطریق منع و مناقضه گفتند که ورود مدح خلفائے ثلثہ از حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم متفق علیہ فریقین نیست چه در کتب شیعه اثرے ازان نیست
و آنچه دلالت بر ذم کند مثل روایتین مذکورتین و غیرهما در کتب
فریقین مسطور است و نیز بعض از اہل سنت بتجویز وضع حدیث
برائے مصلحت کرده اند پس اعتماد بر حدیث غیر متفق علیہ نیست۔

اقول فی دفع الاشکال لطریق اثبات المقدمة الممنوعة والله
سبحانه اعلم چوں شیعه از کمال تعصب و عناد طعن سلف و سب
خلفائے ثلثه بلکه تکفیر ایشاں را اسلام و عبادت خود خیال کرده
در احادیث صحاح که در مدائح و مناقب ایشان اندبی سند و
دلیل جرح می کنند و تحریفات و تصرفات در آنها مینمایند حتی
که در کلام الله که مدار اسلام بران است و از صدر اول بتواتر
منقول است و هیچ شبه باوراه نیافته و قبول زیادت و نقصان
نمیکند آیات مخترعه و کلمات مزخرفه در می آورند و در آیات قرآنی
تصحیفات مینمایند چنانکه در کریمه ان علینا جمعه و قرانه
فاذا قرأناه فاتبع قرانه بایں طریق تصحیف و تحریف
میکنند ان علیا جمعه و قرابته فاذا قرأته فاتبع
قرابته از کمال ضلالت میگویند که بعضی آیات قرآنی را
حضرت عثمان رضی پوشیده داشته است که در مدائح اہل بیت

اٹھ جاتا ہے۔

دفع اشکال میں بطریق اثبات مقدمہ ممنوعہ ہم کہتے ہیں کہ جب شیعہ انتہائی تعصب و عناد سے اسلاف پر طعن اور خلفائے ثلثہ پر سب و شتم بلکہ ان کو کافر کہنے کو اسلام اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں تو لامحالہ احادیث صحاح جو ان کے مناقب میں واقع ہیں ان میں بے سند و بے دلیل جرح و قدح کرتے ہیں اور ان میں تحریف و تصرف سے کام لیتے ہیں یہ تو کلام اللہ جس پر مدار اسلام ہے اور قرن اول سے متواتر نقل ہے اور کسی شبہ کی اس میں گنجائش نہیں اور مطلق زیادتی و نقصان کا اس میں احتمال نہیں اس میں بھی گھڑی ہوئی آیتیں اور بناوٹی کلمے ملا دیتے ہیں اور آیات قرآنی میں تصحیف کو روا رکھتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قراناہ فاتبع قرانہ میں تصحیف اس طرح کر ڈالی اور اس طرح تحریف کا قلم چلایا ان علیا جمعہ وقرابنہ فاذا اقرانہ فاتبع قرابتہ انتہائی گمراہی کا شکار ہو کر یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی نے ان بعض آیات قرآنی کو چھپا لیا ہے جو اہل بیت کی مدح میں وارد تھیں اور ان کو قرآن میں شامل نہیں کیا۔ یہ بات بھی اور ہر گز رہ چکی ہے کہ ان شیعہ کا ایک فرقہ اپنے گروہ کے نفع اور بہبود کے لیے جھوٹی گواہی کو روا رکھتا ہے انھیں برائیوں سے یہ لوگ طعن کے نشانہ بنے اور ان پر سے اعتماد اٹھ گیا اور ان کی عدالت ختم ہو گئی۔ ان کی تصنیف شدہ کتابیں اعتبار کھو بیٹھیں اور ان کا درجہ تحریف شدہ توریت و انجیل سے زائد نہ رہا۔ اہل سنت کی کتب صحاح میں مثلاً بخاری جو اصح کتب بعد القرآن ہے یا مسلم وغیرہ میں خلفائے ثلثہ کی

بوده اند و آنها را داخل قرآن ناختہ و نیز سابقاً گزشت که طائفه از ایشان شہادت زور از برائی نفع و صلاح گروه خود تجویز کرده اند پس بواسطه این مفاسد مورد طعن گشتند و اعتماد و عدالت ایشان را سابه طرف شد و کتب مدونه ایشاں از ورطه اعتبار ساقط شدند و حکم توریت و انجیل محرفه گرفتند و در کتب اہل سنت مثل صحیح بخاری که اصح کتب بعد کتاب اللہ است و صحیح مسلم و غیرهما جز از مدائح و تعظیم خلفائے ثلثه نیست و آنچه ایشاں از فساد طبیعت و انحراف مزاج خود ذم خیال کرده اند تصور باطل و خیال فاسد است و از قبیل وجدان صفر است که مر شکر را تلخ واند تحقیق آن بالا گزشت ۔ واما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة و آنکه گفته اند که بعض اہل سنت وضع حدیث برائے مصلحت تجویز کرده اند پس اعتماد بر حدیث غیر متفق علیه نیست بر تقدیر یست که اہل سنت کلام آں بعض رد نکنند و در مقام انکار او نباشند و اظہار کذب آن ننمایند والواقع لیس کذالک بلکه ایشاں در کتب خود کذب و افترا او را تصریح کرده اند و از درجه اعتبار و اعتماد ساقط نموده فلا یعود الیهم شیٔ ولا یلتبس الحق الواضح بالباطل الظاهر المبین بطلانه ۔

و ایضاً شیعه در جواب بطریق منع گفتند که مخالفت خبر واحد لانسلم که کفر است چه مخالفت اخبار احاد از مجتہدین واقع

مدح و ستائش کے علاوہ کچھ نہیں اب، یہ اپنے فساد طبع اور خرابی مزاج سے اس کو مذمت خیال کر بیٹھے۔ یہ ان کا سراسر خیال فاسد اور تصور باطل ہے۔ کوئی صفراوی مزاج والا جس طرح شکر کو کڑوا جانتا ہے بس یہی حال ان کا ہے اس کی تحقیق او پر گزر چکی۔ اور جو کج طبع ہیں متشابہات کی تابعداری فتنہ انگیزی کی غرض سے کرتے ہیں، اور شیعہ کا یہ کہنا کہ بعض اہل سنت وضع حدیث کو مصلحت کی بنا پر جائز سمجھتے ہیں اور اسی لیے غیر متفق علیہ حدیث پر سے اعتبار اٹھ گیا تو یہ بات جب وقعت رکھتی کہ اہل سنت نے اس قسم کے لوگوں کے کلام کو رد نہ کیا ہوتا اور تردید کا پہلو اختیار نہ کرتے اور ان کے کذب کو بے نقاب نہ کرتے لیکن اس کے برخلاف واقعہ تو یہ ہے کہ اہل سنت نے اپنی کتابوں میں ان کے کذب و افترا کو وضاحت سے بیان کیا اور ان کے کلام کو درجہ اعتبار سے گرا دیا لہذا اب اہل سنت کی طرف کونسا قصور عائد ہو سکتا ہے۔ اب تو حق باطل سے نکھر کر صاف جدا ہو گیا نیز شیعہ نے جواب میں بطریق منع کہا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ خبر واحد کی مخالفت کفر ہے کیونکہ ثابت ہے کہ مجتہدین نے خبر احاد کی مخالفت کی ہے واضح رہے کہ وہ احادیث جو صحابہ کرام کی مدح و ستائش میں وارد ہیں اگرچہ باعتبار الفاظ احاد ہیں لیکن بلحاظ کثرت رواۃ اور تعدد طرق وہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ گزرا۔ اس میں تو بہر حال شک کی گنجائش نہیں کہ ان کے مطلب و مفہوم سے انکار کفر ہے اور اس قسم کی احادیث سے مخالفت مجتہدین سے ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابو حنیفہؒ جو رئیس اہل سنت ہیں نہ صرف خبر واحد کو بلکہ اقوال صحابہ کو بھی قیاس

شده، پوشیده نماند که احادیثی که در توصیف و تعظیم خلفای ثلثه وارد گشته اند اگرچه از روی لفظ احاد اند اما از کثرت رواة و تعدد طرق آنها بحد تواتر معنوی رسیده اند کما مر و شک نیست که انکار مدلول آنها کفر است و مخالفت چنین اخبار احاد از مجتهدین واقع نشده است بلکه امام ابو حنیفه رحمه الله که رئیس اہل سنت است نه مطلق خبر واحد بلکه اقوال صحابه را بر قیاس مقدم میدارد و مخالفت آنها تجویز نمی کند و ایضا شیعه بعد تسلیم ورود مدح خلفای ثلثه در جواب گفتند و منع مقدمه صحیحه نمودند که تعظیم و توقیر حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم نسبت بخلفای ثلثه قبل از صدور مخالفت از ایشان بود دلالت بر حسن و سلامتی عاقبت نمی کند چه عقوبت قبل صدور عصیان باآنکه معلوم الصدور باشد لائق نیست لهذا حضرت امیر از عمل ابن ملجم خبر داده عقوبت نفرمودند. پوشیده نماند احادیثی که در مدائح ایشان وارد گشته اند دلالت بر حسن و سلامت عاقبت میکنند و از حسن خاتمه خبر میدهند چنانکه از احادیث مذکوره هم این دلالت مفهوم میشود و امثال ازین احادیث از صحاح و حسان بسیار است و چنانچه عقوبت قبل صدور عصیان با آنکه معلوم الصدور باشد لائق نیست همچنین مدح کسی که معلوم الذم و مستوجب عقوبت هم است سزاوار مدح نیست فورود المدح یدل علی حسنهم حالا و مآلا لهذا حضرت امیر ابن ملجم را هر چند عقوبت نفرموده مدح و توصیف او به هیچ وجه نه کرده

پر مقدم رکھتے ہیں اور ان کی مخالفت کو روا نہیں رکھتے۔ نیز شیعہ خلفائے ثلٰثہ کی مدح میں ورود احادیث کو مانتے ہوئے جواب میں کہتے ہیں اور مقدمہ صحیحہ کو رد کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی تعظیم و توقیر جو خلفائے ثلٰثہ کی شان میں واقع ہے یہ مخالفت کے وقوع سے پہلے پہلے کی تھی اس سے نتیجہ کی سلامتی و بہتری کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ وہ گناہ جو ابھی صادر نہ ہوا ہو باوجودیکہ اس کا صدور معلوم ہو اس کی سزا قبل صدور مناسب نہیں چنانچہ حضرت امیرؓ نے ابن ملجم کی بدکرداری کا پتہ دے دیا تھا لیکن بایں ہمہ اس کو سزا نہیں دی۔

واضح ہو کہ جو احادیث ان کی مدح میں وارد ہیں ان کی عاقبت کی درستی اور بہتری کی کھلی دلیل ہیں اور ان کے پر امن خاتمہ کو بتاتی ہیں ان احادیث کا مضمون صاف اس کی طرف مشیر ہے اور اس قسم کی صحیح اور حسن حدیثیں بہت سی ہیں اور جس طرح گناہ کے سرزد ہونے سے پہلے یا اس قصور سے پہلے جس کا سرزد ہونا معلوم ہو عقوبت مناسب نہیں اسی طرح جس کی برائی معلوم ہو اور وہ سزاوار عقوبت ٹھہرتا ہو اس کی مدح و ستائش بھی روا نہیں لہٰذا مدح و تعظیم ان بزرگوں کی ان کی اچھائی پر صاف دال ہے فی الوقت بھی اور آئندہ بھی، یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر نے ابن ملجم کو اگر سزا نہیں دی تو اسکی تعریف و توصیف بھی نہیں کی اور اس کی تعظیم و توقیر کو روا نہ رکھا۔ اس مبحث کی تحقیق آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین کے ذیل میں آئے گی۔

علمائے ماوراء النہر رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بمقتضائے آیہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین الخ خلفائے ثلٰثہ رضامندی حق سے مشرف ہو چکے

اعتبار تعظیم و توقیر او هم روا نداشتند تحقیق این مبحث در کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبا یعونک تحت الشجرۃ مذکور خواہد شد۔

قال علماء ما وراء النہر رحمہم اللہ سبحانہ خلفائے ثلثہ بمقتضای کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بر عنوان حق ملک منان مشرف شدہ اند پس سب ایشان کفر باشد۔ شیعہ در جواب بطریق نقض گفتند و استلزام امر رضوان ایشان را منع نمودہ گفتند کہ مدلول آیت عند التدقیق رضائے حضرت اللہ تعالیٰ است از فعل خاص کہ بیعت باشد کسی منکر این نیست کہ بعض افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است سخن درین است کہ بعض افعال قبیحہ از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آں عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت مخالفت نص حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و سلم نمودند غصب خلافت کردند حضرت فاطمہ را آزردہ ساختند چنانکہ در صحیح بخاری مذکور است و در مشکوٰۃ در مناقب آنحضرت علیہا الرضوان منقول است کہ من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ و کلام صادق بمضمون ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ۔ ناطق است حاصل کہ بواسطہ این افعال ذمیمہ و منع وصیت حضرت پیغمبر علیہ السلام و تخلف از جیش اُسامۃ مورد طعن و

ہیں لہٰذا اُن کو گالی دینا کفر ہوگا۔

شیعہ نے جواب میں بطریق مناقضہ کہا اور ان کی رضامندی کے استلزام کو رد کیا کہا کہ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس آیت سے ایک مخصوص فعل (بیعت) پر حضرت عزاسمہ کی رضامندی کا پتہ چلتا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ خلفائے ثلثہ سے بعض افعال حسنہ صادر ہوئے ہیں۔ گفتگو اس میں ہے کہ بعض افعال قبیحہ بھی ان سے سرزد ہوئے جو بیعت و عہد کے مخالف ہیں جیسا کہ خلافت کے بارے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام کی نص کی مخالفت کی اور خلافت کو چھین بیٹھے، حضرت فاطمہ کو آزردہ دل کیا حالانکہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اور مشکوٰۃ میں مناقب کے بیان میں حضرت فاطمہؓ کے بارے میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے ان کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھکو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا اللہ کو ستایا۔ پھر اس کلام صادق کا مضمون " البتہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا و آخرت میں لعنت کی " صاف اس امر پر گویا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بواسطہ ان افعال قبیحہ کے اور وصیت حضرت پیغمبر علیہ السلام کو رد کر دینے اور جیش اسامہؓ سے پیچھے رہنے سے وہ طعن و مذمت کا نشانہ بنے کیونکہ عاقبت کی سیاہی اعمال کے خاتمہ کی اچھائی پر موقوف ہے اور عہد حضرت پیغمبر علیہ السلام کو وفا کرنے پر۔

ہم کہتے ہیں کہ جس مقدمہ کو وہ رد کرتے ہیں اسی کو ہم ثابت کرتے ہیں اور بیان استلزام کا یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم بعد تحقیق و تدقیق یہ ٹھہرتا ہے کہ حق سبحانہ کی رضامندی مومنین کے ساتھ اسی وقت سے ثابت ہو

مذمت شدند چه سلامت عاقبت بحسن خاتمه اعمال و وفا کردن بعہد حضرت رسول متعال است و اقوال و اثبت المقدمہ الممنوعة و بیان الاستلزام این کہ مدلول آیتہ کریمہ تحقیقاً و تدقیقاً رضائے حق است سبحانہ از مومنان در وقت بیعت ایشاں بان سرور علیہ السلام غایتہ ما فی الباب ان التدقیق یفضی الی علیتہ بیعتھم لرضاہ سبحانہ لعم کون البیعتہ مرضیۃ انما یفھم من انھا لما کانت علیہ للرضا بیکون ھولاء بسببھا مرضیین یکون ھی مرضیتہ بالطریق الاولی واما ان البیعتہ ھی المرضی علیھا اصالۃ مع عدم کون الموصوفین بھا مرضیین کما زعموا فمما لا یفھم احد کما لا یخفی علی من لہ ادنی درایۃ فی اسالیب الکلام ولما التبس علیھم الحق سموا خطاھم تدقیقاً۔ پس گوئیم جماعہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ازآنہا راضی شدہ باشد دانستہ باشد سرائر و بواطن ایشان را و سکینت و طمانینت بر آنہا نازل فرمودہ باشد کما دل علیہ قولہ سبحانہ تعالیٰ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم۔ و آنسرور علیہ السلام ایشان را بجنت مبشر ساختہ باشد از خوف سوء خاتمہ و نقض عہد و بیعت مصئون و مامون باشد۔

علی انا نقول اگر مراد از آیہ کریمہ رضای حق سبحانہ و تعالیٰ باشد، ازاں فعل خاص کہ بیعت است کما زعموا گوئیم ہرگاہ کہ حق سبحانہ ازبیعت ایشان راضی شد و ایں فعل را مستحسن ساخت جماعۂ کہ باآں موصوف اند مرضی و محمود العاقبہ باشد رحمہ اللہ تعالیٰ از افعال کفار راضی نیست و ہمچنیں از اعمال جماعۂ کہ مذموم العاقبہ

جبکہ وہ نبی کے ساتھ بیعت کر رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے اور تدقیق سے بھی
یوں معلوم ہوتا ہے کہ بیعت ان کی نبی ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی علت
ہے پس بیعت کا فعل حسن ہونا اور پسندیدہ ہونا اس سے خود سمجھ میں آسکتا
ہے کیوں کہ وہ رضامندی کی علت ہے چنانچہ جب یہ لوگ بیعت کرنے والے
اس بیعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے مشرف ہو چکے ہیں تو بیعت
بطریق اولی پسندیدہ ہوگی لیکن بیعت کا پسندیدہ ہونا اصالۃ" بغیر اس
کے کہ بیعت کرنے والے پسندیدہ لوگ ہوں جیسا کہ شیعہ گمان کرتے
ہیں فہم سے بالکل بعید بات ہے۔ جو اسالیب کلام سے ذرا واقفیت رکھتا
ہے اس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں۔ اور جب حق تک ان کی رسائی نہ
ہو سکی تو انھوں نے اپنی خطا کا نام تدقیق رکھ لیا۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ وہ
جماعت جس سے حق سبحانہ راضی ہو گیا ہو ان کے اندرونی اور چھپے حالات
سے واقف ہو ان پر سکینہ اور طمانیت اتار چکا ہو جیسا کہ فرمایا" پس جانا
ان کے دل کی چیز کو پس نازل کی سکینہ ان پر" اور نیز اس جماعت کو آنسرورﷺ
نے جنت کی خوشخبری سنادی ہو وہ جماعت لامحالہ خاتمہ کی برائی اور
اور نقص عہد و بیعت سے محفوظ و مامون ہو گی۔

اس کے علاوہ اگر آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کے
فعل خاص بیعت سے ہو جیسا کہ شیعہ کو دھوکا لگا ہے تو ہم کہتے ہیں
کہ جب حق سبحانہ ان کی بیعت سے راضی ہوا اور ان کے اس فعل کو مستحسن
سمجھا تو وہ جماعت جو اس رضامندی کے شرف سے مشرف ہوئی پسندیدہ
اور محمود العاقبہ ہوگی اور اس وقت کفار کے افعال سے راضی نہیں ہے
اور اسی طرح اس جماعت کے افعال سے بھی راضی نہیں جو مذموم العاقبہ

اند و آن اوان افعال را مستحسن ساخت اگرچہ فی نفسہا حسنہ و صالحہ
باشند و در باب اعمال صالحہ ایشان میفرماید۔ والذین کفروا
اعمالهم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ
لم یجدہ شیئاً و در جائے دیگر میفرماید و من یرتد منکم عن
دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا
والآخرۃ پس فعلیکہ در آخرت کار نیاید و ناچیز شود رضای حق
سبحانہ و تعالی ازان فعل ہیچ معنی ندارد چہ رضائی نہایت مرتبہ
قبول است و رد و قبول خداوندی باعتبار مآل است انما
العبرۃ للخواتیم۔ و ورود نص از حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم ازبرای خلافت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ثابت نشدہ
است بلکہ دلیل از امتناع ورود آن کہ اگر ورود می یافت تواتر
منقول می شد۔ لانہ مما یتوفر الدواعی علی نقلہ کقتل الخطیب
علی المنبر و نیز حضرت امیر باین نص احتجاج میکرد و ابوبکرؓ را از خلافت
منع می ساخت چنانکہ ابوبکرؓ انصار را از امامت منع می کرد بخبر
الائمۃ من قریش و انصار قبول کردند و ترک امامت نمودند قال
شارح التجرید و کیف یزعم من لہ ادنی مسکۃ ان اصحاب
رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم مع انھم بذلوا نفوسھم و منحوا
ذخائرھم و قتلوا اقاربھم و عشائرھم فی نصرۃ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم واقامۃ شریعۃ وانقیاد امرہ واتباع
طریقہ انھم خالفوہ قبل ان یدفنوہ مع ھذہ النصوص
القطعیۃ الظاھرۃ الدلالۃ النصوص علی المراد بل ھھنا امارات

ہے اگرچہ پسندیدہ افعال اس سے سرزد ہوں اور وہ افعال حسنہ اور صالحہ ہوں چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے اعمال کے بارے میں ارشاد باری ہے "اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے اعمال سراب (دھوکے) کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہو پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اس کو کچھ نہیں پاتا۔ یا دوسری جگہ فرماتا ہے" اور جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے پس وہ مر جائے کافر ہو کہ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضایع ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ فعل جو آخرت میں کام میں نہ آوے اور وہاں ناچیز ہو جائے اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کوئی معنی نہیں رکھتی کیونکہ رضا قبولیت کے آخری درجہ سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو رد کرنا یا قبول کرنا باعتبار مآل اور نتیجہ کے ہے کیونکہ دارومدار خاتموں پر ہوتا ہے اور خلافت امیر المؤمنین علی رضؓ کے بارے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام سے کسی نص کا وارد ہونا ثابت نہیں ہوا بلکہ امتناع ورود پر دلیل قائم ہے کیونکہ اگر نص وارد ہوتی تو تواتر سے نقل ہوتی کہ اس کے دواعی (اسباب) بہت ہیں مثلاً اگر کسی خطیب کا منبر پر قتل ہو جائے تو وہ مشہور اور متواتر ہوتا ہے۔ نیز حضرت امیرؓ اس نص کو دلیل میں پیش کرتے اور ابو بکرؓ کو خلافت سے روک دیتے۔ جس طرح ابو بکرؓ نے انصار کو خلافت سے روکا یا اور حدیث" امام قریش میں سے ہوں گے" پیش کی انصار نے اس کو قبول کیا اور امامت سے دست کش ہو گئے۔ شارح تجرید نے کہا جس کو دین سے ذرا سا بھی لگاؤ ہو وہ کیسے ایسا گمان کرے کہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرتؐ کی نصرت کی خاطر شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے اور آنجنابؐ کی تعمیل حکم اور اتباع طریقہ کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں، اپنا مال و دولت لٹا ڈالا، اپنے عزیز و اقارب اور کنبے والوں کو قتل کیا،

وروایات ربما یفید باجتماعها القطع بعدم مثل النصوص، وهو انه لم یثبت ممن یوثق بہ من المحدثین مع شدة محبتهم لامیر المومنین ونقلهم الاحادیث الکثیرة فی مناقبہ وکمالاتہ فی امر الدنیا ولم ینقل فی خطبہ ورسائلہ ومفاخراتہ ومخاصماتہ وعند تاخرہ عن البیعة وجعل امر الخلافة شوری بین ستة نفر ودخل علیؓ فی الشوری وقال عباسؓ لعلیؓ امدد یدک حتی یقول الناس هذا عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایع ابن عمہ ولا یختلف منک اثنان وقال ابوبکرؓ لیت انی سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن هذا الامر فمن هو کنا لا ننازعہ وعلیؓ باحث معاویہ ببیعة الناس لہ لا بنص من النبی صلی اللہ تعالی وآلہ وسلم۔

دھی ظاهر از آزار فاطمہ علیها الرضوان کہ در حدیث وارد گشتہ است مطلق بهر وجہ مراد نخواهد بود زیراکہ آنحضرت رضی اللہ تعالی عنها در بعض اوقات از حضرت علیؓ آزار داشتہ چنانکہ در اخبار و آثار آمدہ و نیز حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض ازواج خود را فرمودہ لا تؤذیننی فی عایشہؓ فان الوحی لایاتینی و انا فی ثوب امراة الا عائشہ۔ پس آزار عائشہؓ را آزار خود فرمودہ و شک نیست کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنها از حضرت امیر آزار داشتہ، پس گوئیم تواند بود ایذائی کہ در احادیث نہی از آں وارد گشتہ است مخصوص باشد بایذائی کہ از هوائی نفسانی و ارادۂ شیطانی بودہ باشد و آزاری کہ از اظهار کلمۂ حق مطابق حدیث و نص است

وہ آنجنابؐ کو دفن کرنے سے پہلے آپکی مخالفت کر بیٹھیں پھر جبکہ مقصود پر نصوص قطعیہ ظاہر الدلالت موجود ہوں بلکہ اس جگہ اشارات اور روایات اور بھی ہیں کہ بہت دفعہ ان کے جمع ہونے سے علم قطعی ہوتا ہے جبکہ وہ ان نصوص قطعیہ کے مثل نہ ہوں اور وہ یہ کہ وہ نصوص قطعیہ (جو امامت حضرت علیؓ کے متعلق ہیں) محدثین میں سے کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہیں باوجودیکہ ان کو امیر المومنین سے شدید محبت ہے اور انھوں نے بہت سی وہ احادیث نقل کی ہیں جو آپ کے مناقب اور امور دنیا و آخرت میں آپ کے کمالات سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیز آپ کے خطبوں رسائل فخر و مباہات کے کلاموں مخاصمات میں اور اس اس وقت کہ لوگ آپ کی بیعت سے رُکے ان کی نقل ثابت نہیں بلکہ آپ نے امر خلافت کو چھ آدمیوں کے مشورہ پر موقوف رکھا اور خود حضرت علیؓ اس شوریٰ میں داخل ہوئے۔ عباسؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا آپ ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کروں تاکہ لوگ کہیں کہ آنحضرتؐ کے چچا نے اپنے بھتیجے سے بیعت کر لی تو آپکی بیعت سے دو آدمی بھی نہ پھر سکیں اور ابو بکرؓ نے فرمایا کاش میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر خلافت کے بارے میں دریافت کر لیتا پھر جو ہوتا اس میں ہم جھگڑا نہ کرتے۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے لوگوں کے بیعت کرنے میں مباحثہ کیا لیکن کوئی نص نبیؐ پیش نہیں کی۔

اور حضرت فاطمہؓ کی آزار رسانی سے جو بظاہر ممانعت حدیث میں وارد ہے وہ مطلق بہر وجہ مراد نہ ہوگی کیونکہ بعض وقت حضرت فاطمہؓ حضرت امیرؓ سے آزردہ دل ہوئیں چنانچہ احادیث و آثار اس پر دال ہیں نیز حضرت پیغمبر علیہ السلام نے بعض ازواج سے فرمایا مجھکو عائشہؓ کے

حاصل شود ممنوع و منہی عنہ نباشد و معلوم است کہ باعث آزار
آنحضرت زہرا علیہا الرضوان از صدیق اکبرؓ بواسطہ منع ارث
فدک بودہ و صدیق در منع آن متمسک بحدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام بودہ کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ
نہ تابع ہوای نفسانی پس داخل وعید نباشد اگر کسی گوید کہ
کہ چون صدیق علیہ الرضوان متمسک بحدیث بودہ و حکمی کہ از آن
سرور علیہ السلام شنیدہ بود نقل کردہ و حضرت زہرا علیہا الرضوان
چرا در غضب شدہ و آزار کشیدہ کہ آن آزار فی الحقیقت
آزار آن سرور بودہ و ہو منہی عنہ در جواب گویم کہ این غضب و
آزار اختیاری و قصدی نبودہ بلکہ بمقتضای طبع بشری و جبلت
عنصری بودہ کہ داخل تحت قدرت و اختیار نیست و نہی و منع
بآن تعلق ندارد فافہم۔

قال علماء ما وراء النہر اللہ تعالی ابوبکرؓ را صاحب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواندہ و صاحب پیغمبر قابل ذم و لعن نیست
شیعہ در جواب بطریق منع گفتند کہ آیہ قال لہ صاحبہ وہو یحاورہ اکفرت
دال است بر آنکہ مصاحبت درمیان مسلم و کافر واقع است یا صاحبی السجن
ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار نیز موید مقصود است پس
حضرت یوسف علیہ السلام کہ پیغمبر است دو کس را صاحب خود خواند کہ بت پرست
بودند پس ظاہر شد کہ مجرد صاحب پیغمبر بودن دلیل خوبی نیست۔

اقول مثبتا للمقدمۃ الممنوعۃ کہ مصاحبت بشرط مناسبت
البتہ موثر است و انکار تاثیر آن مصادم بداہت و معارض عرف و عادت

بارہ میں ایذا نہ دو کیونکہ وحی مجھ پر سوائے عائشہ رضؓ کے کسی کے لحاف میں نہیں آتی۔ لہذا آنحضرت صؐ نے حضرت عائشہ رضؓ کے آزار و آزردگی کو اپنا آزار قرار دیا ہے اور شک نہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ حضرت امیر رضؓ سے آزردہ دل تھیں لہذا ہم کہتے ہیں کہ احادیث میں جس ایذا رسانی کی ممانعت ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خواہش نفسانی کے ساتھ مخصوص ہو اور ارادہ شیطان کے ساتھ مشروط ہو اور وہ آزار و آزردگی جو کلمہ حق کے اظہار سے واقع ہو جو مطابق حدیث و نص ہو تو وہ ممنوع نہ ہو پھر اس کا بھی سب کو علم ہے کہ فاطمہ رضؓ کی آزردگی حضرت صدیق اکبر رضؓ سے بدین باعث تھی کہ آپ نے فدک سے ارث کو روک دیا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضؓ اس ممانعت میں حدیث نبوی سے حجت لاتے تھے کہ آنجناب صؐ نے فرمایا ہم انبیاء کے گروہ ہیں ہم ورثہ نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ آپ خواہش نفسانی کے تابع نہ تھے لہذا آپ وعید میں داخل نہیں ہوں گے۔ اگر کوئی کہے کہ جب حضرت صدیق رضؓ حدیث سے حجت لائے اور آپ نے آنحضرت صؐ کا دیا ہوا حکم نقل کیا تو حضرت فاطمہ رضؓ کیوں غصہ ہوئیں کیوں آزردہ خاطر ہوئیں کہ آپکی آزردگی آنحضرت کی آزردگی تھی جس سے ممانعت ہے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فاطمہ رضؓ کا غصہ اور آپکی آزردگی باختیار و قصد نہ تھی بلکہ بتقاضائے بشری جبلت عنصری اور بشریت کے تقاضے اختیار و قصد سے باہر ہیں اور ممانعت اور نہی ان کو شامل نہیں۔

علماء ماوراء النہر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ابوبکر رضؓ کو حضرت پیغمبر علیہ السلام کا صاحب قرار دیا ہے، لہذا آپ مستحق امامت و ذم نہیں ٹھہر سکتے۔ شیعہ اس کے جواب میں بطریق منع کہتے ہیں کہ آیت "کہا اس نے اپنے صاحب سے اور وہ جواب و سوال کر رہا تھا کہ تو نے کفر کیا" دلالت کرتی ہے کہ مسلم اور کافر میں مصاحبت ہو سکتی ہے اور آیت " اے میرے قیدخانہ کے صاحبو کیا مختلف رب بہتر ہیں یا اللہ واحد القہار" بھی اسی مطلب کی تائید کرتی ہے۔ گویا حضرت یوسف عؑ جو پیغمبر ہیں دونوں آدمیوں

استفا۔ ہر کہ او ز آثار صحبت منکر است
جہل او بر ما مقرر می شود

وچوں درمیان مسلم و کافر مناسبت متحقق نہ بود از قبول تاثیر صحبت یکدیگر محروم ماندند۔ نہ آنکہ منقول است کہ آن دو بت ہر دست از برکت صحبت حضرت یوسف علیہ السلام مسلمان شدند و از کیش مشرکان بیزار گشتند۔ پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ با وجود مناسبت تام از سعادت صحبت آن حضرت علیہ الصلاۃ والسلام چرا مستعد نہ شود و از کمال و معارف او چوں محروم ماند و حال آنکہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام میفرماید ما صب اللّٰہ شیئاً فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر ہر چند مناسبت بیشتر فوائد صحبت افزوں تر لہذا حضرت صدیق رض از جمیع اصحاب افضل گشت و ہیچ یکی از آنہا بمرتبہ او نرسید چہ مناسبت باآں سرور ع از ہمہ بیشتر داشت قال علیہ السلام ما فضل ابوبکر بکثرۃ الصلوٰۃ ولا بکثرۃ الصیام ولکن بشیٔ وقر فی قلبہ۔ علما گفتہ اند کہ آن شی حب پیغمبر است صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم والفناء فیہ پس الفانش باید گرد کہ چنیں محبوب پیغمبر چوں قابل ذم و لعن باشد۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

قال علماء ماوراء النہر کہ حضرت امیر با وجود کمال شجاعت در وقت بیعت مردم با خلفائے ثلثہ بودند و منع نفرمودند و خود نیز متابعت فرمودند و این نیز دلیل حقیت بیعت است وگرنہ قدح آنحضرت رض لازم آید۔

کو اپنا صاحب کہتے ہیں جو بت پرست تھے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پیغمبر کا صرف صاحب ہونا خوبی کی نشانی نہیں۔ جس کے نصیب میں فلاح و بہبود نہ تھی اس کو نبی کا چہرہ دیکھنا سود مند نہ ہوا۔

ہم مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصاحبت بشرط مناسبت بلاشبہ موثر ہے۔ اور اس کی تاثیر کا انکار کرنا بداہت کو ٹھکرانا ہے اور عرف و عادت سے مقابلہ کرنا ہے چنانچہ ایک بزرگ کیا خوب کہتے ہیں۔ جو صحبت کے آثار کا منکر ہے اس کی جہالت ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ اب چونکہ مسلم و کافر میں مناسبت نہ تھی ایک دوسرے کی صحبت کا اثر لینے سے محروم رہ گئے۔ اور یہ جو منقول ہے کہ وہ دو بت پرست حضرت یوسفؑ کی صحبت کی برکت سے مسلمان ہو کر مشرکین کی عادات سے بیزار ہو گئے تو حضرت صدیقؓ پوری مناسبت رکھنے کے باوجود آنحضرتؐ کی صحبت باسعادت سے کیوں سعادت اندوز نہ ہوں اور آنجنابؐ کے کمال و سعادت سے کس طرح محروم ہوں چنانچہ آنسرورؐ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرے سینہ میں جو بھی چیز ڈالی وہ میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دی ظاہر ہے جس قدر مناسبت زیادہ اسی قدر فائدہ صحبت زیادہ لہذا اس طرح حضرت صدیقؓ تمام صحابہ سے افضل ٹھہرے اور صحابہ میں سے کوئی بھی آپ کے درجہ تک نہ پہنچ سکا۔ یہ اسی لیے کہ آپکو آنحضرتؐ سے سب سے زیادہ مناسبت تھی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کثرت نماز و روزہ سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ڈالی گئی ہے"۔ علماء نے فرمایا ہے کہ وہ چیز محبت اور فنافی حب رسولؐ ہے پس انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے پیغمبرؐ کے ایسے ساتھی کو کس طرح "قابل ذم و لعن قرار دیا جائے" ان کے مونہوں سے

شیعہ در جواب بطریق نقض گفتند و بالزام مشترک روان کردند و ہمکن توجیہہ بطریق منع ایضؔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی درایۃ فی المناظرۃ و بنمودند کہ قبل ازانکہ حضرت امیر از تجہیز و تکفین فارغ شدند خلفائے ثلثہ در ثقیفہ بنی ساعدہ اکثر اصحاب را جمع کردہ برائے ابی بکرؓ بیعت گرفتند و ازان حضرت بعد از اطلاع برائے قلت اتباع و بیم ہلاک اہل حق یا باعث دیگر مباشر حرب نہ شدند وایں دلالت بر حقیت بیعت نمیکند چہ حضرت امیر با کمال شجاعت در ملازمت حضرت پیغمبرؐ بود پیغمبر با حضرت امیر و سائر صحابہ با کفار قریش جنگ نہ کردہ از مکہ معظمہ مہاجرت نمودند و بعد از مدتی کہ متوجہ مکہ شدند در حدیبیہ صلح نمودند و مراجعت فرمودند پس ہر وجہیکہ برائے جنگ نہ کردن حضرت پیغمبرؐ و حضرت امیر و سائر صحابہ گنجد برائے جنگ نکردن حضرت امیر تنہا می گنجد مع شی زائد چہ ظاہر است کہ حقیت کفار قریش اصلا متصور نیست۔ و نزد اہل تحقیق این نقض در بالا نیز جاری است چہ فرعون در دعوی خدائی چہار صد سال بر مسند سلطنت بودہ و ہریک از شداد و نمرود و غیرہ ہما نیز سالہا دریں دعوی باطل بودند و حضرت اللہ تعالی با کمال قدرت ایشان را ہلاک نکردہ پس ہرگاہ در مادہ حق سبحانہ تاخیر در دفع خصم گنجد در مادہ بندہ تنہا بطریق اولی می گنجد۔ و آنچہ فرمود کہ حضرت امیر با ایشاں بیعت کردند و قوع آن بلا اکراہ و تقیہ ممنوع است۔

اقول فی حل الاشکال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال

بہت بڑی بات نکلتی ہے۔ یہ لوگ جھوٹ کے سوا کچھ منہ سے نہیں نکالتے۔

علما ماوراء النہر نے فرمایا کہ حضرت امیر باوجود انتہائی بہادر ہونے کے جب خلفاء ثلثہ سے لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی متابعت میں حصہ لیا لہذا یہ بات بھی بیعت کے حق ہونے پر کھلی دلیل ہے ورنہ حضرت علی رضؓ کی شان میں فرق آتا ہے۔

شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق نقض کہا اور الزام مشترک جاری کیا لیکن اسکی بھی توجیہہ بطریق منع ہو سکتی ہے جس کو مناظرہ کے فن سے ذرا سا مذاق ہے ان کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے۔ شیعہ نے اس طرح کہا کہ پہلے اس کے کہ حضرت امیر رضؓ آنحضرت کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوں خلفائے ثلثہ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں اکثر صحابہ کو جمع کیا اور ابو بکر رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اب جب علی رضؓ نے اس بات کی خبر پائی تو متبعین کی کمی اور اہل حق کی بلا وجہ خونریزی سے ڈر کر یا کسی اور امر کی بنا پر مزاحمت پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حقیقت ابو بکر رضؓ کی خلافت کے حق ہونے کو نہیں بتاتی دیکھیے حضرت امیر باوجود اس کے کہ بڑے بہادر تھے اور حضرت پیغمبر عمؐ کی خدمت میں حاضر اور آپ کے علاوہ تمام صحابہ بھی آنجنابؐ کی ہمراہی میں موجود لیکن پھر بھی کفار قریش سے جنگ کے بغیر مکہ معظمہ سے آنجنابؐ نے ہجرت فرمائی پھر ایک مدت بعد جب واپس مکہ کی طرف پھرے تو حدیبیہ میں پہنچکر صلح کی اور لوٹ کر چلے گئے لہذا جو سبب آنحضرتؐ حضرت امیر اور صحابہ کا کفار قریش سے جنگ نہ کرنے کا ہو سکتا ہے وہی سبب حضرت امیر کے جنگ نہ کرنے کا ہو سکتا ہے۔ بلکہ مزید برآں کفار قریش کی سچائی کا وجود ہی نہ تھا مگر حضرت امیر کے مقابل کے لوگ تو پھر بھی کچھ سچائی رکھتے تھے (تو ان کے خلاف حضرت امیر کیسے اٹھتے) اہل تحقیق جانتے ہیں کہ یہ نقض الٹ کر اوپر بھی جاتا ہے (یعنی

کہ علمائے ماوراء النہر مجموع تاخیر حرب حضرت امیر بحضرت ابی بکر رضؓ ومتابعت او بصدیق رضؓ دال بر حقیت خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ ساختہ اند وشک نیست کہ آن منتقض نمی شود بتاخیر حرب حضرت پیغمبر علیہ السلام با کفار قریش وبتاخیر اہلاک اللہ تعالےٰ فرعون وشداد ونمرود راچہ شق ثانی از دلیل دریجا اصلا متحقق نیست بلکہ نقیض آن ثابت است زیرا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وبارک وحضرت اللہ تعالےٰ غیر از مذمت وتشنیع ایشاں نفرمودہ وجز ببدی یاد نکردہ اند فاین ھذا من ذٰلک وچون شیعہ در بیعت امیر بصدیق رضؓ مجال انکار نداشتند کہ ایں خبر بحد تواتر رسیدہ وانکار آں مصادم بدیہہ عقل بود بضرورت باکراہ وتقیہ قائل گشتند ودر ابطال خلافت صدیق رضؓ بہتر ازین مجال سخن نیافتند ومخلصی از برائے خود ازیں نتوانستند پیدا کرد۔

فاقول فی بیان حقیتہ خلافتہ الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ورفع احتمال الاکراہ والتقیۃ کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد رحلت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک پیش از دفن بنصب امام مشغول گشتند ونصب امام را بعد از انقراض زمان نبوت واجب دیدند بل جعلوہ اھم الواجبات زیرا کہ آنسرور علیہ السلام امر فرمودہ بود باقامۃ حدود وسد ثغور وتجہیز جیوش از برائے جہاد وحفظ اسلام وما لا یتم الواجب المطلق الا بہ وکان مقدوراً فھو واجبٌ

اللہ تعالےٰ تک پہنچتا ہے) کیونکہ فرعون چار سو سال تک تخت سلطنت پر بیٹھا دعویٰ خدائی کرتا رہا اسی طرح شداد نمرود وغیرہ سالہا سال تک اس باطل دعوے میں غلطاں و پیچان رہے اور اللہ تعالےٰ نے ان کو باوجود اپنی کمال قدرت کے ہلاک نہیں کیا لہذا جب اللہ تعالےٰ کے حق میں دشمن کے دفعیہ میں تاخیر اور ڈھیل کی گنجائش ہے تو بندہ کے حق میں تو لامحالہ اس کی گنجائش ہوگی۔ اور یہ جو کہا ہے کہ حضرت امیر نے خلفائے ثلاثہ سے بیعت کی تو اس کا وقوع بغیر جبر اور تقیہ کے ناقابل تسلیم ہے (جواب) اس اشکال کے حل کے لیے ہمارا یہ کہنا ہے کہ علمائے ماوراء النہر نے ابوبکر صدیق رضی کی خلافت کی حقیقت پر دونوں امور ملحوظ رکھے ہیں یعنی حضرت امیر کا حضرت ابوبکر سے دربارہ خلافت جنگ نہ کرنا اور ساتھ ساتھ ان کی متابعت و بیعت میں حصہ لینا لہذا اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں کوئی نقض وارد نہیں ہوتا نہ اس میں قباحت کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے کفار قریش سے جنگ کرنے میں تاخیر کیوں فرمائی نہ اس میں کوئی خرابی کہ اللہ تعالےٰ نے فرعون شداد نمرود کو ہلاک کرنے میں درنگ کیوں فرمائی۔ کیونکہ یہاں دوسری صورت کا سرے سے وجود ہی نہیں بلکہ اس کا نقیض موجود ہے ظاہر ہے حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اور اسی طرح اللہ تعالےٰ نے کفار کی برائی و مذمت ہی فرمائی اور ان کو بغیر برائی کے کبھی یاد نہیں کیا تو کہاں یہ معاملہ اور کہاں وہ (یعنی حضرت امیر نے تو صدیق رضی کی تعریف فرمائی اور ان سے بیعت لی) پھر حضرت امیر کی بیعت حضرت ابوبکر سے چونکہ بطریق تواتر نقل ہوئی ہے اور اس سے انکار گویا بداہت کا انکار ہے اس لیے جب شیعہ کو اس سے انکار کا موقع نہ مل سکا تو گھبرا کر اکراہ اور تقیہ کے خول سے آڑ پکڑی اور حضرت صدیق رضی کی خلافت کے بطلان کے لیے اس سے بہتر لب کشائی کا کوئی راستہ ان کو نہ سوجھا جب انکی خلاصی کا صرف یہ ایک ہی راستہ رہ گیا تو ہم اسی اکراہ و تقیہ کے احتمال کو باطل کرنے اور خلافت حضرت

لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ گفت ایُّھا
النّاسُ من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و
من کان یعبد اللہَ فان اللہ حی لا یموت فلابُدّ لھذا الامر من
یقوم بہ فانظروا وھاتوا اراءکم فقالوا صدقت۔ پس اول حضرت
عمرؓ بصدیقؓ بیعت کرد بعد ازاں جمیع اصحاب از مہاجرین
و انصار رضی اللہ تعالےٰ عنہم بیعت کردند و بعد از بیعت
ایشان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بر منبر بر آمد و بجانب
قوم ملاحظہ نمود زبیرؓ را نیافت فرمود کہ حاضر سازند چون
حاضر گشت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمود کہ میخواہی کہ
اجماع مسلمانان را بشکنی زبیرؓ گفت لاتثریب یا خلیفہ
رسول اللہ پس بہ صدیقؓ بیعت کرد باز حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ در قوم ملاحظہ فرمود حضرت امیرؓ را نیافت
فرمود کہ طلبند چون حاضر شد صدیقؓ گفت کہ میخواہی کہ
یا جماع مسلمانان شکست آری گفت لاتثریب یا خلیفہ
رسول اللہ فبایعہ حضرت امیر و زبیر از برائی تاخیر بیعت
خود عذر گفتند کہ ما غضبنا الا لتاخیرنا عن المشورۃ وانا
نری ابابکر احق الناس بھا انہ صاحب الغار وانا لنعرف
شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بالصلوۃ بین الناس وھو حی۔ قال
الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بایع الناس علی خلافۃ
ابی بکر و ذلک انہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ

صدیق رضؓ کو حق بتانے کے لیے کہتے ہیں کہ اصحاب کرام وفات آنحضرتؐ کے بعد اور دفن سے پہلے انتخاب امام کے مسئلے میں لگ گئے اور امام کے تقرر کو انھوں نے ختم زمانہ نبوت کے بعد واجب بلکہ اہم الواجبات جانا کیونکہ آنسرورؐ فرما چکے تھے کہ حدود قائم کی جائیں سرحدات پر حفاظتی امور عمل میں لائے جائیں جہاد و حفاظت اسلام کے لیے فوجوں کو تیار کیا جائے تو یہ احکام واجب ہوئے اور ان کو سرانجام کرنا بغیر امام کے ممکن نہیں لہذا جس چیز کے بغیر واجب کا وجود نہ ہوسکے، اور وہ دائرہ قدرت میں بھی ہو تو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے پس انتخاب امام بھی واجب ہوا۔ لہذا حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا اے لوگو جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ وفات فرما گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، نہیں مرے گا، پس اس خلافت کا کوئی ذمہ دار مہیا ہونا چاہیے، اور اب تم اس پر غور کرو اور اپنی اپنی رائے پیش کرو سب نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضؓ نے سب سے پہلے حضرت صدیقؓ سے بیعت کی بعد میں تمام مہاجرو انصار نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا بیعت لینے سے فراغت کے بعد حضرت ابوبکرؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حاضرین پر نظر ڈالی حضرت زبیرؓ کو ان میں نہ پاکر آپ نے ان کو طلب فرمایا جب زبیرؓ موجود ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ زبیرؓ کیا تم اجماع مسلمین کو توڑنا چاہتے ہو انھوں نے جواب دیا، یا خلیفہ رسول اللہؐ ہرگز نہیں اور پھر خود حضرت صدیقؓ سے بیعت کی حضرت صدیقؓ نے پھر حاضرین پر نظر ڈالی تو حضرت امیرؓ کو نہ پایا آپ نے ان کو بھی طلب فرمایا جب حضرت امیرؓ آگئے تو حضرت صدیق رضؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ اجماع امت توڑنا چاہتے ہیں انھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اے خلیفۂ رسولؐ ہرگز نہیں پھر خود بھی بیعت کی،

علیہ وسلم فلم یجد وا تحت ادیم السماء خیراً
من ابی بکرؓ فولوہ رقابھم۔ وایضاً، اجماع امت
بر حقیت خلافت یکی از ابی بکرؓ و علیؓ وعباسؓ
واقع شدہ بود، علیؓ وعباسؓ با ابوبکر منازعت
نہ کردند بلکہ بیعت کردند، پس اجماع بر امامت
ابی بکرؓ بتمام شد چہ اگر ابوبکر بحق نمی بود علیؓ وعباسؓ
با و منازعت میکردند چنانچہ علی بمعاویہؓ منازعت کرد
باوجود شوکت از معاویہ طلب حق کرد
تا آنکہ خلق کثیر را بکشتن داد مع
ان الطلب اذ ذاک اشد وفی اول الامر اسھل لکون
عھدھم بالنبی اقرب وھممھم فی تنفیذ احکامہ ارغب
وایضاً عباسؓ از امیر طلب بیعت کرد، امیر قبول نکرد اگر حق جانب
او میدید قبول میکرد و حال آنکہ زبیر باکمال شجاعت باوجود بنو ہاشم
وجمعی کثیر با و متفق بودند۔ و اجماع کافی است از برائی حقیت
خلافت ابی بکرؓ اگرچہ نص بر خلافت او وارد نشدہ کما قال جمہور العلماء
بلکہ اجماع اقوی است از نصوص غیر متواترہ چہ مدلول اجماع
قطعی است و مدلول آں نصوص ظنی با آنکہ گوئیم کہ نصوص ہم وارد
گشتہ اند از برائی حقیت خلافت کما ذکرہ المحققون من
المحدثین والمفسرین فمعنی قول الجمہور من علماء
اھل السنۃ علی ما ذکرہ بعض المحققین انہ علیہ السلام
لم ینص علیھا لانہ علیہ السلام لم یامر بھا لاحد بما ذکرنا

اب حضرات امیرؓ و زبیرؓ نے تاخیر بیعت کا عذر بدیں الفاظ ظاہر فرمایا " ہمیں صدمہ صرف یوں ہے کہ ہم مشورہ سے پیچھے رہے ورنہ ہم ابوبکرؓ کو تمام لوگوں میں زیادہ حقدار خلافت جانتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ کے غار کے ساتھی ہیں اور ہم ان کے شرف و بزرگی کے قائل ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ان کو نماز کے لیے سب لوگوں میں منتخب فرمایا. شافعیؒ نے فرمایا کہ سب لوگوں نے باتفاق خلافت ابوبکرؓ منظور کی کیونکہ وہی سب میں فضیلت و مرتبہ والے تھے اور جب روئے زمین پر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر کسی کو بھلا نہیں پایا تو بلاچون وچرا سب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا. پھر یہ بھی ہے کہ اجماع امت ابوبکرؓ و علیؓ و عباسؓ میں سے کسی ایک پر ہوا تھا ان میں سے جب علیؓ اور عباسؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ خود بھی بیعت کر لی تو گویا اب اجماع امت امامت ابوبکرؓ پر خود بخود قائم ہو گیا. ظاہر ہے کہ اگر ابوبکرؓ حقدار امامت نہ ہوتے تو علیؓ و عباسؓ ان سے نزاع کرتے چنانچہ علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے نزاع کیا اگرچہ اس وقت معاویہؓ شوکت و شان کے مالک تھے مگر باایں ہمہ آپ نے حضرت معاویہؓ سے اپنا حق طلب فرمایا حتی کہ بڑی خونریزی تک نوبت آئی حالانکہ اس وقت طلب حق کرنا زیادہ دشوار تھا بہ نسبت پہلے موقعہ کے (یعنی ابتدائے خلافت میں) کیونکہ اس وقت نبیؐ سے زمانہ قریب تر تھا اور آپ کے احکام کے نفاذ کی طرف لوگوں کو رغبت بھی بیشتر تھی اور یہ بات بھی فراموش کرنے کے قابل نہیں کہ حضرت عباسؓ نے حضرت امیرؓ سے بیعت طلب کی حضرت امیرؓ نے اس کو قبول نہیں فرمایا اگر علیؓ حضرت عباسؓ کی رائے کو حق جانتے تو ان کی فرمائش کو کبھی نہ ٹالتے. اور حال یہ تھا کہ حضرت زبیرؓ جیسے شجاع کامل آپ کے ساتھ تھے اور بنی ہاشم اور ایک

ظهر حقیقۃ خلافۃ الصدیق وبطل احتمال الاکراہ والتقیۃ تقیہ آن زمان احتمال داشت کہ اہل آن عصر تابع حق نمی بودند و بسعادت خیر القرون قرنی مستسعد نمی گشتند۔ قال ابن الصلاح والمنذری الصحابۃ کلھم عدول قال ابن الحزم الصحابۃ کلھم من اھل الجنۃ قطعاً قال سبحانہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃً من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلاً وعد اللّٰہ الحسنیٰ لانھم المخاطبون فثبت لھم الحسنیٰ وھی الجنۃ۔ ولا یتوھم ان التقیید بالانفاق والقتال فیھا یخرج من لا یتصف بذلک منھم لان تلک القیود خرجت مخرج الغالب فلا مفھوم لھا علی ان المراد من اتصف بذلک و لو بالقوۃ والعزم۔ وایضاً اکراہ و تقیہ مستلزم نقص آن حضرت است کرم اللّٰہ سبحانہ وجہہ زیرا کہ در اکراہ ترک عزیمت است و در تقیہ کتمان حق کہ منہی عنہ است ہرگاہ مومن عامی ہما امکن بترک اولی راضی نشود و مرتکب منہی عنہ نگردد فکیف اسد اللّٰہ و زوج بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ در شجاعت و صفدری بی نظیر بود مرتکب چندین امور ناشائستہ گردد و اینہا از کمال جہالت و فرط ضلالت قدح آں حضرت را مدح گمان کردہ اند و نقصان او را کمال دانستہ اَفَمَن زُیِّنَ لَہٗ سوءُ عملہ فراٰہ حَسَنًا

وقول علما ما وراء النہر چوں شیعہ سب ولعن حضرات

جماعت کثیر ۔ ان کے ساتھ متفق تھی۔ اور خلافت ابی بکرؓ کی حقیت کے ثبوت کے لیے اجماع کافی گو نص اس سلسلہ میں وارد نہیں جیسا کہ جمہور علماء کا قول ہے بلکہ اجماع نصوص غیر متواترہ سے زیادہ قوی ہے کیونکہ اجماع کی دلالت قطعی ہے اور نصوص کی دلالت ظنی یا ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ حقیت خلافت ابو بکرؓ پر نصوص بھی وارد ہیں جیسا کہ اہل تحقیق محدثین و مفسرین کا مسلک ہے پس جمہور علماء اہل سنت کے قول کا مطلب ان بعض محققین کے نزدیک یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے نص نہیں فرمائی یعنی اس کا حکم کسی کو نہیں دیا، پس ان مذکورہ دلائل سے حضرت صدیق رضؓ کی خلافت کا حق پر ہونا ثابت ہو گیا اور اکراہ اور تقیہ کا احتمال باطل ہو گیا۔ پھر تقیہ کا احتمال تو اس وقت نکل سکتا ہے کہ اہل زمانہ حق کے پیرو نہ ہوں اور خیر القرون قرنی کی سعادت سے مشرف نہ ہوں (لیکن یہاں معاملہ اس کے خلاف ہے) چنانچہ ابن صلاح اور منذری نے کہا کہ صحابہ سب کے سب عادل و ثقہ ہیں ابن حزم نے کہا کہ صحابہ کل قطعی جنتی ہیں، اللہ تعالےٰ نے فرمایا "فتح مکہ سے پہلے جن صحابہ نے دین کی نصرت میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے سب سے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے" اب اس سے خطاب انہی صحابہ کو ہے، لہٰذا ان کے لیے حسنیٰ (جنت) کا ثبوت ملا۔ پھر یہاں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ خرچ و جہاد کی قید اس فرمان سے ان صحابہ کو نکالتی ہے جن سے یہ دونوں امر صادر نہیں ہوئے کیونکہ یہ قیدیں بطور غالب احوال کے لگی ہیں لہٰذا ان کے لیے مفہوم مخالف نہیں علاوہ اس کے انفاق و قتال سے مراد بالارادہ و بالقوہ انفاق و قتال بھی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ نہیں سوچتے کہ اکراہ و تقیہ کا احتمال تو حضرت امیرؓ کی ذات اقدس میں نقص پیدا کرتا ہے کیونکہ

شیخین و ذی النورین و بعضی از ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ کفر است تجویز کنند بر بادشاہ اسلام بلکہ بر سائر انام بنا بر امر ملک علام قتل و قمع آنہا اعلائے لدین الحق واجب و لازم است و تخریب ابنیہ و اخذ اموال و امتعہ ایشان جائز۔

شیعہ در جواب لطریق منع گفتہ اند کہ شارح عقائد نسفی در نیکہ سب شیخین کفر باشد اشکال کردہ وصاحب جامع الاصول شیعہ را از فرق اسلامی شمردہ وصاحب مواقف ہم برین رفتہ و نزد امام محمد غزالی سب شیخین کفر نیست و شیخ اشعری شیعہ را بل اہل قبلہ را کافر نمیداند۔ پس انچہ این حضرات در تکفیر شیعہ گفتہ نہ موافق بسبیل مومنان است و نہ مطابق حدیث و قرآن۔

اقول مثبتاً للمقدمہ الممنوعہ کہ سب شیخین کفر است واحادیث صحیحہ بران دال است منہا ما اخرج المحاملی والطبرانی والحاکم عن عویم بن ساعدہ انہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک قال ان اللہ تعالیٰ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل منہم وزراء وانصاراً واصہاراً فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفاً ولاعدلاً وکما اخرج الدارقطنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وبارک قال سیاتی من بعدی قوم یقال لہم الرفضۃ فان ادرکتم فاقتلوہم

اکراہ کیصورت میں ترک افضیلت ہے اور تقیہ کی شکل میں حق پوشی ہے اور یہ دونوں ممنوع ہیں۔ جب عام مومن حتی الامکان بہتر چیز کے چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے اور ممنوع بات کا ارتکاب نہیں کرتے تو کس طرح شیر خدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاجزادی کے شوہر، شجاعت وبہادری میں بے نظیر ایسے ناشائستہ امور کے مرتکب ہوں اور یہ شیعہ انتہائی جہالت وگمراہی کے باعث نقص آنحضرت رضی کو تعریف گمان کرتے ہیں اور آپکی کمزوری کو آپ کا کمال جانتے ہیں۔ کیا جبکہ برے اعمال اچھے کرکے دکھائے جائیں اور وہ ان کو واقعی اچھا سمجھنے لگے "علمائے ماوراالنہرنے فرمایا کہ جب شیعہ حضرات شیخین ذی النورین اور ازواج مطہرات کو گالی دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں تو بروئے شرع کافر ہوئے لہذا بادشاہ اسلام اور نیز عام لوگوں پر بحکم خداوندی اور اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر واجب ولازم ہے کہ ان کو قتل کریں ان کا قلع قمع کریں ان کے مکانات کو برباد وویران کریں ان کے مال ومتاع چھین لیویں یہ سب مسلمانوں کے لیے جائز وروا ہے۔

شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق منع کہا کہ شارح عقائد نسفی نے اس امر پر کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے اشکال پیش کیا ہے۔ صاحب جامع اصول نے شیعہ کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے اور صاحب مواقف نے بھی یہی لکھا ہے امام محمد غزالیؒ کے نزدیک شیخین کو گالی دینا کفر نہیں اور شیخ اشعری "شیعوں کو بلکہ تمام اہل قبلہ کو کافر نہیں جانتے لہذا یہ حضرات جو شیعوں کو کافر کہتے ہیں نہ تو مومنین کے ساتھ ان کا خیال ملتا ہے نہ قرآن وحدیث کی رو سے یہ اپنے خیال میں حق بجانب ہیں۔

(جواب) ہم اسی رد کیے ہوئے مقدمہ کو کہ سب شیخین کفر ہے اور احادیث

فانهم مشرکون قال قلت یا رسول الله ما العلامة فیهم
قال یفرطونك بما لیس فیك و یطعنون علی السلف واخرجه
عنه من طرق اُخری نحوه و زاد عنه و آیة ذلك انهم
یسبون ابا بکرؓ و عمرؓ من سب اصحابی فعلیه لعنة الله
والملائکة والناس اجمعین۔ وامثال ایں حدیث بسیار آمده
که ایں رساله گنجائش ذکر آنها ندارد۔ و ایضاً سب شیخین موجب
بغض ایشاں است و بغض ایشاں کفر است۔ بخبر من ابغضهم
فقد ابغضنی ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله
وایضاً اخرج ابن عساکر ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله
وسلم قال حب ابی بکرؓ و عمرؓ ایمان وبغضهما کفر۔ و اخرج
عبدالله بن احمد عن انسؓ مرفوعاً انی لارجو لامتی فی حبهم
ما فی قول لا اله الا الله۔ و بغض ایشان را بر حب ایشاں مقایسه
باید کرد لانها علی طرفی نقیض۔ و نیز تکفیر مومن موجب کفر است
چنانچه در حدیث صحیح وارد است من رمی رجلاً بالکفر و
قال عدو الله ولیس کذلك الا کان کما قال والا رجعت
علیه۔ وما بیقین میدانیم که ابی بکرؓ و عمرؓ مومنانند و
دشمنان خدا نیستند و مبشر بجنة اند پس تکفیر ایشان راجع
بقائلان باشد بمقتضائے ایں حدیث فیحکم بکفرهم و ایں حدیث
اگرچه خبر واحد است اما تکفیر ازو معلوم میشود اگرچه جاحد
او کافر نشود۔ وقال امام عصره ابو زرعة الرازی من
اجل شیوخ الاسلام اذا رأیت الرجل ینقص احداً من

صحیحہ اس پر دال ہیں ثابت کرتے ہیں ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جس کی روایت صحابی طبرانی اور حاکم عویم بن ساعدہؓ سے کرتے ہیں آنجنابؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھکو پسند فرمایا اور میرے اصحاب کو میرے لیے بعض کو ان میں سے وزیر بنایا۔ بعض کو مددگار اور بعض کو رشتہ دار اب جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالےٰ نہ اس کی توبہ اور فدیہ قبول فرمائے گا نہ فرض و نوافل اس کے درجہ قبولیت کو پہنچیں گے اسی طرح دار قطنی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسی قوم آئیگی جن کو رافضی کہیں گے اگر تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو۔ کیونکہ وہ مشرک ہوں گے (علیؓ) کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی اور پہچان کیا ہے آنجنابؐ نے فرمایا آپ کی شان میں ایسی صفات بیان کرکے بڑھائیں گے جو آپ میں نہیں ہوں گی۔ نیز سلف پر طعن کریں گے اور اسی حدیث کی روایت دوسرے طرق سے بھی کی ہے اور ایک روایت میں اس طرح زیادتی بھی ہے کہ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو گالی دیں گے اور جو میرے اصحاب کو گالی دے اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اسی طرح کی بہت سی احادیث نقل ہیں۔ جو اس رسالہ میں نہیں سما سکتیں۔

نیز شیخین کو گالی دینا ان کے ساتھ بغض رکھنے کا موجب ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے دلیل یہ حدیث ہے: "جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھکو اذیت دی اور جس نے مجھکو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی۔ ابن عساکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کیساتھ

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذلک لان القرآن حق والرسول حق وماجاء بہ حق وما ادی علینا ذلک کلہ الا من الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فمن جرحہم انما اراد ابطال الکتاب والسنۃ فیکون الجرح بہ الصق ویحکم علیہ بالزندقۃ والضلالۃ والکذب والعناد وقال سہل بن عبد اللہ التستری وناہیک بہ علماً وزہداً ومعرفۃ وجلالۃً من لم یومن باصحابہ لم یومن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل عبد اللہ بن المبارک وکفاک بہ جلالۃ وعلماً ایہما افضل معاویۃ او عمر بن عبد العزیز فقال الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کانہ اشار بذلک الی ان فضیلۃ صحبتہ ورویتہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعدلہا شیٔ۔ وہذا فی غیر اکابر الصحابۃ رضوان اللہ علیہم ممن لم یضم الا بمجرد رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم فما بالک فی من ضم الیہا انہ قاتل مع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او فی زمنہ بامرہ او نقل شیئاً من الشریعۃ الی من بعدہ او انفق شیئاً من مالہ بسببہ فہذا مما لا یمکن ادراک فضلہ۔ وشک نیست کہ شیخین از اکابر صحابہ اند بلکہ افضل ایشان پس تکفیر بلکہ تنقیص ایشان موجب کفر و زندقہ

محبت ایمان ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے، عبداللہ بن احمد حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں اپنی امت کے واسطے ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ محبت رکھنے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جو امید مجھے ان کے لا الٰہ الا اللہ کہنے میں ہے اب ان کے ساتھ بغض رکھنے کو ان کی محبت پر قیاس کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ نیز مومن کو کافر ٹھہرانا کفر کا سبب ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جس نے کسی پر کفر کی تہمت لگائی اور کہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے۔ اگر وہ ایسا ہے تو خیر ورنہ یہ تہمت اسی پر لوٹتی ہے۔ اور ہم یقین سے جانتے ہیں کہ ابوبکرؓ وعمرؓ مومن ہیں اور خدا کے دشمن نہیں اور ان کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے لہٰذا ان کو کافر کہنے سے کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا اور اس پر یہی حدیث دال ہے پس ان پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائیگا۔ یہ حدیث گو خبر واحد ہے لیکن ان کی تکفیر کا حکم اس سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ اجل شیوخ اسلام امام عصر ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ جب تم کسی کو آنحضرت صلعم کے کسی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اسلیے کہ قرآن حق ہے رسول حق ہیں اور جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور یہ سب کچھ ہمیں صحابہؓ سے ہی پہنچا ہے اب ان پر جو جرح کرتا ہے تو وہ گویا کتاب اور سنت کو رد کرتا ہے۔ لہٰذا جرح اسی پر زیادہ موزوں ہے اور اس پر زندیق گمراہ جھوٹا اور معاند ہونے کا حکم لگایا جائیگا۔ فرمایا سہل بن عبداللہ تستری نے جنکا علم زہد معرفت اور جلالت شان محتاج تعارف نہیں کہ جس کو اصحاب رسول صلعم کے ساتھ خوش عقیدگی نہ ہو وہ گویا رسول اللہ صلعم پر ایمان نہیں لایا عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا (اور آپکی ذات بھی علم وجلالت شان میں محتاج بیان نہیں) کہ معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ آپنے کہا کہ وہ غبار جو حضرت

وضلاله باشد کما لا یخفی. وفی المحیط لمحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ لا یجوز الصلوٰۃ خلف الروافضۃ لانهم انکروا خلافۃ الصدیق وقد اجتمعت الصحابۃ علی خلافتہ۔ وفی الخلاصۃ من انکر خلافۃ الصدیق فانہ کافر ویکرہ الصلوٰۃ خلف صاحب هواء او بدعۃ ولا یجوز خلف الرافضۃ ثم قال ان کل ما هو هوی یکفر بہ لا یجوز والا یجوز ویکرہ وکذا من انکر خلافۃ عمرؓ فی الاصح ہرگاہ انکار خلافت ایشاں کفر باشد فکیف حال من سبهم او لعنهم۔

پس ظاہر شد کہ تکفیر شیعہ مطابق احادیث صحاح و موافق طریق سلف است و آنکہ از بعضے از اہل سنت عدم تکفیر شیعہ نقل کردند بر تقدیر صحت و دلالت آں بر عدم تکفیر اینہا محمول بر توجیہ و تاویل است لتطابق الاحادیث و مذہب جمہور العلماء۔ والیضا شیعہ از سب و لعن حضرت عائشہ صدیقہؓ انکار کردہ و در بارہ آنحضرت علیہا الرضوان بسبب مخالفۃ نص طعن و تشنیع ثابت کردند۔ و گفتند انچہ خبث و فحش در بارہ عائشہؓ بشیعہ نسبت کردہ اند حاشا ثم حاشا اما چوں عائشہؓ مخالفت امر و قرن فی بیوتکن نمودہ ببصرہ در آمدہ و بہ حرب آنحضرتؓ اقدام نمودہ و بحکم حدیث حربک حربی حرب حضرت امیر حرب حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم و محارب پیغامبر یقیناً مقبول نیست بنابریں مورد طعن شدہ و پوشیدہ نماند کہ

معاویہ رضؓ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا جبکہ وہ آنجناب صلعم کے ہمرکاب تھے بہتر ہے عمر بن عبد العزیز سے۔ گویا آپنے اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت اور آپکی رویت کا مقابلہ کوئی چیز بھی نہیں کر سکتی۔ پھر یہ ذکر انکا ہے جو اکابر صحابہ نہیں ہیں اور آپ کو صرف دیکھنے کا شرف ان کو نصیب ہے۔ پھر ذرا خیال تو کرو کہ جنہوں نے آپ کو دیکھنے کے باوجود آپکی ہمراہی میں جہاد کیا ہو یا آپ کے زمانہ میں آپ کے حکم سے جہاد میں شرکت کی ہو یا آپ کے بعد آنے والوں تک شریعت کی کوئی بات پہنچائی ہو یا صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا کچھ مال خرچ کیا ہو تو ایسے بزرگوں کی فضیلت تک ذہن کی رسائی ممکن نہیں اور اس میں شک نہیں کہ شیخین رحہ اکابر صحابہ رضؓ میں سے ہیں بلکہ افضل صحابہؓ ہیں پس انکو کافر ٹھیرانا بلکہ ان کی تنقیص کرنا کفر و زندقہ اور گمراہی کا باعث ہے۔ نماز کا مسئلہ) محیط میں حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ رافضیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ خلافت حضرت صدیق رضؓ سے منکر ہیں حالانکہ صحابہ کا آپکی خلافت پر اتفاق ہے۔ خلاصہ میں ہے جو حضرت صدیق رضؓ کی خلافت سے انکار کرے وہ کافر ہے اور ہر صاحب خواہش اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضیوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں پھر صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ ہر وہ خواہش جو کفر کی حد تک پہنچائے اس خواہش والے کے پیچھے نماز جائز نہیں، اگر کفر کی حد تک نہ پہنچائے تو نماز جائز ہے۔ لیکن مکروہ اور اصح قول پر یہی حکم اس شخص کا ہے جو حضرت عمر رضؓ کی خلافت سے انکار کرتا ہے لہذا جب ان کی خلافت سے انکار کفر ٹھیرا تو اس کا کیا حال ہوگا جو انکو گالی دے یا ان پر لعنت بھیجے اس تقریر سے صاف ظاہر ہوا کہ شیعہ کو کافر ٹھیرانا احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے اب بعض اہل سنت سے عدم تکفیر شیعہ کا جو خیال نقل ہے اگر اس کو صحیح مانکر عدم تکفیر پر اس کی دلالت کو

امر بملازمت بیوت و نہی از خروج آنہا مطلق کہ شامل جمیع احوال وازمنہ باشد مراد نیست وخروج بعضی از ازواج آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام باو در بعضی اسفار بر آں دلالت میکند پس امر بملازمت بیوت مخصوص گشت بوقتے دون وقتے وحالے دون حالے ودر رنگ عام مخصوص البعض شد وعام مخصوص البعض از روئے مدلول ظنی است مجتہد را جائز است کہ افراد دیگر ہم بعلت مشترکہ ازان اخراج نماید وشک نیست کہ حضرت صدیقہ رض عالمہ ومجتہدہ بودہ وترمذی از ابی موسیٰ رض روایت میکند کہ او گفتہ کہ ما اشکل علینا اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدیث قط فسئلنا عائشہ رض الا وجدنا عندھا علماً وہمچنیں ترمذی از موسیٰ ابن طلحہ روایت میکند کہ او گفتہ ما رائیت احداً افصح من عائشہ رض پس تواند بود کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض خروج خود را در بعضی اوقات یا بعضی احوال از برائی بعضی منافع و مصالح ازاں مخصوص کردہ باشد ولا محذور فیہ ولا طعن علی انا نقول الظاہر من الآیۃ نہی الخروج بلا ستر وحجاب کما دل علیہ قولہ سبحانہ بعدہ ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واما الخروج مع الستر والحجاب فخارج عن النھی

وخروج حضرت صدیقہ رض از برائی اصلاح بودنہ برائی حرب کما قال بعض المحققین واگر از برائے حرب باشد چنانکہ مشہور است فلا باس بہ ایضاً لانہ عن اجتہاد لا عن

مان لیا جائے تو اس کو کسی توجیہہ و تاویل پر محمول کریں گے تاکہ وہ احادیث اور مذہب جمہور علماء کے مطابق ہو۔ نیز شیعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے سب ولعن سے انکار کر کے مخالفت نص قرآنی کی بنا پر آپ پر طعن و تشنیع تابعنا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس خبث و فحش کلامی کا حضرت عائشہ رضی کے بارے میں شیعہ پر الزام لگایا جاتا ہے خدا کی پناہ (ہم اس سے بری ہیں) ہاں البتہ جب عائشہ رضی نے حکم خداوندی وقرن فی بیوتکن (اور رہو اپنے گھروں میں) کی مخالفت کی اور بصرہ میں آکر حضرت امیر کے خلاف صف آرار ہوئیں جب کہ بمطابق حدیث تمہارے ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہے تو گویا حضرت امیر سے جنگ کرنا خود حضرت پیغمبر علیہ السلام سے جنگ کرنا ہے اور آنجناب صلعم سے جنگ کرنے والا یقیناً مقبول نہیں لہٰذا اس بنا پر عائشہ رضی طعن و تشنیع کا نشانہ بنیں۔ (جواب) اور پوشیدہ نہ رہے کہ گھروں میں رہنے کا حکم اور ان سے نکلنے کی ممانعت مطلق مراد نہیں کہ تمام حالات اور زمانوں کو شامل ہو۔ کیونکہ بعض ازواج آنحضرت صلعم کا خود آنجناب کے ساتھ بعض سفروں میں جانا اس پر دلالت کرتا ہے لہٰذا گھروں میں رہنے کی خاص خاص اوقات و احوال سے تخصیص ہو گئی اور عام مخصوص البعض کے زمرہ میں آگیا اور عام مخصوص البعض کا مفہوم ظنی ہوتا ہے مجتہد کے لیے اختیار رہتا ہے کہ وہ دوسرے افراد کو علۃ مشترکہ کے ذریعہ اس سے خارج کرے۔ اور بلاشبہ حضرت عائشہ رضی عالمہ مجتہدہ تھیں چنانچہ ترمذی ابو موسیٰ رضی سے روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی حدیث کے بارے میں کوئی اشکال ہوا اور ہم نے اس کو حضرت عائشہ رضی کے سامنے پیش کیا تو ہم نے اس کے متعلق ان کے پاس پورا پورا علم پایا اور اسی طرح ترمذی موسیٰ ابن طلحہ رضی سے

هواء۔ چنانکہ شارح مواقف از آمدی نقل میکنند کہ
واقعات جمل و صفین از روئے اجتہاد بود والمجتہد
وان کان مخطیا لا مواخذۃ علیہ قال القاضی البیضاوی
فی تفسیر قولہ تعالیٰ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم الآیۃ
لولا حکم من اللہ سبق اثباتہ فی اللوح وھو ان لا یعاقب المخطی فی اجتہادہ یا آنکہ
گوئم خطائی مجتہد ہم نزد خدائی عزوجل ہدایت است کما نقل
رزین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی
من بعدی فاوحی اللہ الیٰ یا محمد ان اصحابک عندی
بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعضٍ و لکل
نور فمن اخذ بشیٍٔ مما ھم علیہ فھو عندی علیٰ ھدی
ثم قال اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم - و
حدیث حربک حربی تواند بود کہ نزد حضرت صدیقہ رضؓ بثبوت
نرسیدہ باشد یا مخصوص باشد بحرب مخصوص چہ تواند
بود کہ اضافت برائے عہد باشد۔

وایضاً از مراتی ترویج کتب باطلہ خود و تزییف کتب اہل سنت آوردہ اند کہ در
کتب شیعہ چنیں است کہ در وقت حضور ابن ام مکتوم اعمی در خدمت حضرت
پیغمبر علیہ السلام گیسے از اہل آنحضرت عیود کرد حضرت پیغمبر ازیں معنی
اعتراض فرمودند آں گفتند یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ایں شخص کور است آنحضرت فرمود کہ او کور نیست۔ و اہل
سنت در کتب خود آوردند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام عائشہ رضؓ

روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے کسی کو حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ فصیح نہ پایا پس ہو سکتا ہے کہ عائشہ رضؓ نے بعض اوقات یا بعض حالات میں کچھ منافع و مصالح کی بنا پر اپنے نکلنے کو اس حکم سے مخصوص کر لیا ہو اور اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس پر کوئی طعن نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ آیت سے بظاہر بلا ستر و حجاب نکلنے سے ممانعت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ بعد کا کلام ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ اس پر صاف دال ہے لیکن اگر ستر و حجاب کی پوری رعایت سے نکلنا ہو تو وہ نہی سے خارج ہے۔

ظاہر ہے حضرت صدیقہ رضؓ کا نکلنا اصلاح کے لیے تھا نہ لڑائی کے لیے محققین کی یہی تحقیق ہے۔ اور اگر لڑائی کے لیے بھی ہوتا جیسا کہ مشہور ہے تو اسمیں بھی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ اجتہاد کی بنا پر تھا نہ خواہش نفسانی کے باعث چنانچہ شارح مواقف آمدی سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد پر مبنی تھے اور مجتہد کو اپنے اجتہاد میں غلطی پر ہو اس پر گرفت نہیں، قاضی بیضاوی تفسیر آیۃ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم" کے ذیل میں کہتے ہیں کہ اگر لوح محفوظ میں یہ حکم پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو تم سب کو عذاب آن پکڑتا۔ اور وہ لکھا ہوا یہ ہے کہ مجتہد کو اس کی اجتہادی غلطی پر سزا نہ دی جائیگی، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مجتہد کی غلطی خدا کے نزدیک ہدایت ہے جیسا کہ عمر بن الخطاب رضؓ کی روایت ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہؓ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں وحی آئی اے محمدؐ تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں، بعض بعض سے قوی تر ہیں اگرچہ سب کے سب پر نور ہیں پس جس نے ان کے پاس سے کچھ لیا تو وہ ہدایت پر ہے۔ پھر کہا میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں تم جسکی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

رہی حدیث "حربک حربی" تو ہو سکتا ہے یہ حدیث حضرت صدیقہ رضؓ کے نزدیک پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو، یا کسی خاص لڑائی کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ ہو سکتا ہے (حربک) میں اضافت عہد کے لیے ہو (یعنی خاص فلاں لڑائی) جو حضرت

را بکتف مبارک خود بر داشت تا تماشای حبشی کنند که در کوچه سازمی نواختند و بعد از مدتی فرمودہ یا حمیرا بس شد تو بہ تماشا سیر شدی۔ این عمل را بار ذال ناس نسبت نتواں کرد۔

پوشیدہ نماند نو اند که ایں واقعہ پیش از نزول آیت حجاب متحقق شدہ باشد و منع از حضور ابن ام مکتوم بعد از نزول آن۔ و ہمچنیں تواند بود که آں لہو مشروع باشد نہ ممنوع چنانکہ در اخبار صحاح وارد است و عنقریب مذکور خواہد شد که حبشہ در مسجد حضرت پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نیزہ بازی میکردند و آں در رنگ تیر اندازی است در حق آنکہ ہردو آلہ غزا و جہاد اند و تیر اندازی مشروع است۔ فکذا ہو مثلہ۔ و نیز وقوع آن لہو در مسجد دلالت بر مشروعیت میکند کما لا یخفی۔ ولو سلم که بعد از نزول حجاب بودہ پس گوئم که حضرت صدیقہؓ در آں وقت صغیرہ بود نہ مکلفہ کما یفہم ممّا روی البخاری والمسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقوم علی باب حجرتی والحبشۃ یلعبون بالحراب فی المسجد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ لانظر الی لعبہم بین اذنہ و عاتقہ ثم اقول من اجلی یقوم حتی اکون انا التی انصرف فاقدرا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللہو ھذا۔

علیؓ سے کرے گا وہ میرے ساتھ لڑائی کرے گا۔) (اعتراض شیعہ بر کتب اہل سنت)

نیز اپنی کتابوں کو رواج دینے اور کتب اہل سنت کو کمزور بنانے کے لیے شیعہ نے بیان کیا ہے کہ اہل تشیع تو یہ کہتے ہیں کہ جب وقت ابن ام مکتوم نابینا خدمت آنحضرتؐ میں تھے آپکی اہل حرم میں سے کسی کا گذر ہوا آنجنابؐ نے اس پر اعتراض فرمایا انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ یہ شخص تو اندھا ہے آنجنابؐ نے فرمایا کہ تم تو اندھی نہیں ہو اور داب ذرا دیکھو) اہل سنت اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرؑ نے عائشہؓ کو اپنے شانہ مبارک پر اٹھایا تاکہ وہ اس جماعت کا تماشا دیکھیں جو گلی میں سازنوازی کر رہی تھی پھر ایک مدت بعد فرمایا اے حمیرا (لقب حضرت عائشہؓ) کیا تم تماشے سے سیر ہو گئیں۔ اس فعل کی نسبت رذیل ترین انسان کی طرف بھی نہیں کرسکتے۔ (جواب)

پوشیدہ نہ رہے کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو، اور ابن ام مکتوم سے پردہ کرنے کا حکم بعد کا۔ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ وہ کھیل جائز ہو اور ممنوع نہ ہو چنانچہ صحیح احادیث سے اس کی تائید بھی ملتی ہے جو عنقریب زیر تحریر آئیں گی کہ آنحضرتؐ کی مسجد میں نیزہ بازی ہوا کرتی تھی اور اس کی حیثیت تیراندازی کی سی ہے کیونکہ دونوں کرتب جہاد کے آلے ہیں اور تیراندازی لامحالہ مشروع ہے، پس ضرور نیزہ بازی بھی اسی شمار میں آئیگی۔ پھر مسجد میں اس کھیل کا کھیلا جانا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ یہ کھیل جائز و مشروع تھا۔ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ یہ واقعہ بعد نزول آیت حجاب کا ہے تو ہم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اس وقت حضرت صدیقہ رضؓ کم سن تھیں مکلفہ نہ تھیں (کہ پردہ کی ذمہ داری ان پر آتی) جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے جو وہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتی ہیں البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی لوگ مسجد میں پٹہ کھیلتے ہوتے

بدانکه در اصحاب کرام در آمدن و در میان ایشان حکمہا نمودن از کمال بے ادبی و فرط بے سعادتی است وطریق اسلم آنست کہ منازعات و اختلافاتی کہ درمیان ایشاں واقع شدہ بعلم حق سبحانہ مفوض سازند وہمہ ایشاں را جز بہ نیکی یاد نکنند وحب ایشاں را حب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دانند مَنْ اَحَبَّهُمْ فبحبی احبهم حدیث صحیح است۔

قال الشافعی وھو منقول عن عمر بن عبد العزیزؒ تلك دماءٌ طهّر الله عنها ایدینا فلیطهر عنها اَلسِنَتَنا۔ اما چون شنیعہ شیعہ اصحاب را ببدی یاد میکنند و بسب و لعن ایشان جرأت مینمایند علماء اسلام را واجب و لازم است کہ رد آنہا نمایند و مفاسد ایشاں را ظاہر سازند و ازیں قبیل است بعضی سخناں کہ ازیں حقیر دریں باب تحریر آمدہ چنانکہ ذکر یافتہ۔ رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

ھذا ما تیسر لی فی رد ھم واظہار شناعتهم بعون الله سبحانه وحسن توفیقه ونسأل الله سبحانه ان یثبت قلوبنا علی دینه ویوفقنا لمتابعة حبیبه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ولنختم الرسالة بالخاتمة الحسنة وذکرمنا قب اهل البیت ومدائحهم وفضائلهم رضی الله تعالی عنهم اجمعین۔

آنجناب مجھ کو اپنی چادر کے آڑ میں لے لیتے تاکہ میں حبشیوں کا کھیل آپ کے شانے اور کان کے درمیان سے دیکھوں پھر میں کہتی ہوں کہ آپ میری ہی وجہ سے کھڑے رہتے حتیٰ کہ میں ہی واپس لوٹتی۔ لہٰذا اس سے اندازہ کیجئے ایک کم سن کھیل کی حریص لڑکی کے شوق کا۔

جان لیجیے کہ صحابہ کرام کے معاملات میں دخل دینا اور ان کے اختلافات میں فیصلہ کرنا حد درجہ کی بے ادبی اور انتہائی بدنصیبی ہے اس میں سلامتی کا پہلو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان جو اختلافات اور جھگڑے رونما ہوئے ہیں ان سب کو حق سبحانہ کے علم کے سپرد کریں اور ان سب کو نیکی سے یاد کریں اور ان کے ساتھ محبت کو حضرت پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ محبت جانیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے "جس نے ان کے ساتھ محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونیکی وجہ سے ان سے محبت کی"

شافعیؒ نے فرمایا اور یہ دراصل عمر بن عبدالعزیزؓ سے منقول ہے کہ ان صحابہ کے وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، پس چاہیے کہ ہم ان سے اپنی زبان کو پاک رکھیں۔ لیکن چونکہ بد اصل شیعہ صحابہ کو برائی سے یاد کرتے ہیں اور ان پر سب و لعن کرنے کی جرات کرتے ہیں اس لیے علمائے اسلام پر واجب و لازم ہے کہ ان کی پرزور تردید کریں اور ان کے مفاسد کو طشت از بام کریں چنانچہ اس حقیر کی چند باتیں جو تحریر میں آئی ہیں وہ اسی زمرہ کی ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں ہم یا چوک جائیں اور اے ہمارے پروردگار نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے اُن پر جو ہم سے پہلے تھے اور اے ہمارے رب نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہ طاقت ہم ہیں اس کی اور معاف کر ہم کو اور بخش کر ہماری اور رحم فرما ہم پر تو ہے ہمارا آقا پس مدد فرما ہماری قوم کافرین پر۔

قال الله سبحانہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت و یطھرکم تطھیراً - اکثر المفسرین علیٰ انھا نزلت
فی علی و فاطمہ والحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنھم لتذکیر
ضمیر عنکم وما بعدہ وقیل نزلت فی نسائہ صلی اللہ علیہ وسلم
لقولہ تعالیٰ واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن نسب الی ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنھما وقیل المراد النبی وحدہ - واخرج
احمد عن ابی سعید الخدری انھا نزلت فی خمس النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و علیؓ و فاطمہؓ وحسن والحسین
رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین - و ذھب الثعلبی
الیٰ ان المراد من الاھل فی الآیۃ جمیع بنی ھاشم والمراد
من الرجس الاثم والشک فیما یجب الایمان بہ وثبت
فی بعض الطرق وتحریمھم علی النار - وعن وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا
وَاَبْنَاءَکُمْ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاًؓ - وفاطمۃ
وحسناًؓ وحسیناًؓ فقال اللّٰھُمَّ ھٰؤلاء اھل بیتی (مسلم) وعن المسور
بن المخرمہ - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ
بضعۃ منّی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما اراھا
ویوذینی ما اذاھا (بخاری ومسلم) وعن ابی ھریرہ قال خرجت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من النھار حتی
فاطمہ فقال اثم لکع اثَمَّ لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی
حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ

یہ ہے جو کچھ مجھکو ان شیعوں کے رد میں میسر آسکا اور ان کی برائی کے اظہار میں مہیا ہوسکا۔ اللہ کی توفیق اور اس کی مدد و معاونت کے طفیل۔ اب ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم و ثابت رکھے اور اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق عنایت فرمائے اور اب اس رسالہ کو ہم اچھے خاتمہ سے ختم کرتے ہیں اور اہل بیت رضہ کے مناقب و محاسن مدائح و فضائل بھی اس کے ساتھ ضم کرتے ہیں۔

فرمایا اللہ سبحانہ نے اے اہل بیت تم کو اللہ تعالیٰ نجاست سے پاک کرنا چاہتا ہے اور تم کو پاک کرے گا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت علی رضہ فاطمہ رضہ اور حسین رضہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس میں ضمیر "عنکم" کی مذکر ہے اور جو بعد کی ضمیریں ہیں وہ بھی مذکر ہیں

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ازواج مطہرات کے حق میں اتری ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے واذکرن ما یتلی فی بیوتکن یعنی ان آیتوں کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں یہ تفسیر ابن عباس رضہ کی طرف منسوب ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں امام احمد نے ابی سعید خدری رضہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پانچ بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضہ فاطمہ رضہ حسن رضہ اور حسین رضہ ثعلبی کہتے ہیں کہ آیت میں اہل سے مراد تمام بنی ہاشم ہیں، رجس سے مراد گناہ اور ارکان ایمان میں شک کرنا ہے اور اسی روایت کے بعض طریقوں میں لیذھب عنکم الرجس سے مراد اہل بیت پر آگ کو حرام کرنا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ سے روایت ہے کہ جب آیت مباھلہ ندع ابناءنا وابناءکم

صلے اللہ علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ من یحبہ (بخاری ومسلم) وعن انسؓ قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم من الحسن بن علی وقال الحسین ایضا کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری) وعن زید بن ارقمؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ماان تمسکتم لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاٰخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما (ترمذی) وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلیؓ وفاطمہؓ والحسنؓ والحسینؓ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم (ترمذی) وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ رضی اللہ عنھا فسالت ایّ الناسِ کان احب الی رسول اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا (ترمذی) وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان الحسنؓ والحسینؓ ھما ریحانی من الدنیا (ترمذی)

وعن علیؓ قال الحسن اشبہ برسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ فاطمہؓ اور حسنؓ حسینؓ کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں مسورہ بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہؓ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو غصے کیا اس نے مجھ کو غصے کیا، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو چیز ان کو بے چین کرتی ہے وہ مجھکو بے چین و بے قرار کرتی ہے اور جو ان کو اذیت پہنچاتی ہے وہ مجھکو اذیت پہنچاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں باہر نکلا جب آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے کیا یہاں بچہ ہے یعنی حسنؓ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ حسن دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کے گلے سے لپٹ گئے اور آپ بھی انسے لپٹ گئے پھر آپنے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس شخص سے بھی تو محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ حسنؓ بن علیؓ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہہ کوئی شخص نہیں تھا اور حسینؓ کی نسبت بھی انسؓ نے کہا کہ وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہہ تھے۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کہ اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے زمین تک ایک لٹکی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری اولاد اور اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر آئیں گی پس تم دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ انہیں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا کہ جو علیؓ فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ

مابين الصدر الى الراس والحسين رضـ
اشبه النبي صلى الله عليه وسلم ما كان
اسفل من ذلك (ترمذی)

وعن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
حامل الحسن بن علی علی عاتقه فقال رجل
نعم المركب ركبت يا غلام فقال النبي
صلى الله عليه وسلم نعم الراكب هو۔ (ترمذی)

وعن عائشة رضی الله عنها قالت ان الناس
كانوا يتحرون بهدايا هم يوم عائشة
يبتغون بذلك مرضاة رسول الله عليه وسلم
وقالت ان نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم
كن حزبين حزب فيه عائشة رضـ وحفصة رضـ
وصفية رضـ وسودة رضـ والحزب الآخر ام سلمه رضـ وسائر
نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلم حزب
ام سلمه رضـ فقلن لها كلمی رسول الله صلى الله عليه وسلم
يكلم الناس فيقول من اراد ان يهدی الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليهده اليه حيث كان
فكلمته فقال لها لا تؤذينی فی عائشة فان الوحی
لم يأتنی وانا فی ثوب امراة الا عائشة قالت
اتوب الى الله من اذاك يا رسول الله ثم انهن

سے لڑے ہیں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے ہیں اس سے مصالحت رکھنے والا ہوں۔ جمیع بن عمیر رضؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب میں کون زیادہ عزیز ہے انھوں نے کہا کہ فاطمہ رضؓ پھر میں نے پوچھا اچھا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا ان کے شوہر (علی رضؓ)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا حسن رضؓ وحسین رضؓ دنیا کے دو پھول ہیں۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ حسن رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سینہ سے سر تک سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور حسین رضؓ جسم کے زیریں حصہ میں آنجنابؐ سے سب سے زیادہ مشابہہ ہیں۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضؓ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے بچے تو بڑی اچھی سواری پر سوار ہے نبی صلعم نے فرمایا وہ سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ لوگ ہدیئے بھیجنے کے لیے اس دن کے انتظار میں رہتے جبکہ آپؐ میرے ہاں ہوتے اور اس سے محض آنجنابؐ کی خوشنودی مقصود ہوتی، فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے ایک گروہ میں عائشہ رضؓ حفصہ رضؓ۔ صفیہ رضؓ اور سودہ رضؓ تھیں، اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ رضؓ اور سب بیویاں تھیں۔ پس ام سلمہ رضؓ کے گروہ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلعم سے کہیں کہ آنجناب لوگوں سے فرما دیں کہ جو شخص بھی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہے وہ پیش کردے۔ خواہ آپ صلعم کسی بھی بیوی کے ہاں تشریف رکھتے ہوں،

دعوت فاطمة رضی اللہ عنہا فارسلن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمتہ فقال یا بنیۃ الا تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ہذہ۔

(بخاری ومسلم)

وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ رضی اللہ عنہا وما رأیتہا ولکن کان یکثر ذکرہا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ لم تکن فی الدنیا امرأۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولدٌ۔ (بخاری ومسلم)

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العباس منی وانا منہ (ترمذی)

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ فاَحِبُّونی لحبِّ اللہ واَحِبُّوا اہل

آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو عائشہ رضؓ کے بارے میں مت ستاؤ اس لیے کہ وحی میرے پاس کسی عورت کے لحاف میں نہیں آتی سوائے عائشہ رضؓ کے اس پر حضرت ام سلمہ رضؓ بولیں یا رسول اللہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں پھر ام سلمہ رضؓ کے گروہ نے مطلب برآری میں حضرت فاطمہ رضؓ کو واسطہ ڈال کر ان کو آنجنابؐ کے پاس بھیجا انھوں نے آنجنابؐ سے اس بارہ میں بات چیت کی آنجنابؐ نے فرمایا، اے بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتیں جس سے میں محبت رکھتا ہوں ـــ انھوں نے کہا بیشک ـ آپؐ نے فرمایا بس تو تم عائشہ سے محبت رکھو۔

عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ مجھکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کسی بھی بیوی پر اس قدر رشک نہیں ہوتا تھا جس قدر حضرت خدیجہ رضؓ پر ہوتا تھا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر و بیشتر یاد فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کرکے حضرت خدیجہ رضؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے اور بہت دفعہ میں کہہ دیا کرتی کہ آپ کے نزدیک سوائے خدیجہ رضؓ کے دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں اس کے جواب میں آپؐ فرماتے خدیجہ رضؓ ایسی تھیں ایسی تھیں اور ان کے بطن سے میری اولاد ہے۔

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس رضؓ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم خدا سے

بیتی لحبّی ۔ (ترمذی)

وعن ابی ذرؓ انہ قال وھو آخذ بباب الکعبۃ سمعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک (احمد) فلیکن ھذا آخر الرسالۃ

الٰہی بحق نبی و فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و داماں آلِ رسول

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اللّٰھم اغفرلی ولوالدی بحق النبی العربی واھل بیتہ واحسن الیھما والیّ بحرمۃ جمیع احباب الحضرۃ المدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واھل بیتہ وسلم وبارک

الحمد للہ سبحانہ علی الاختتام والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد النبی الامی سید الانام الیٰ یومِ القیام ۔

تمّت بالخیر

اس لیے محبت کرو کہ وہ غذا اور اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے اس لیے
محبت کرو کہ تم خدا سے محبت رکھتے ہو اور میرے اہل بیت کو میری
محبت کی وجہ سے محبوب رکھو۔ ابو ذرؓ کعبہ کے دروازہ کو پکڑے ہوئے
کہتے تھے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے
اہل بیت تمہارے لیے نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہیں جو شخص اس کشتی میں سوار
ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ
ہلاکی کا لقمہ ہوا۔ بس رسالہ اسی پر ختم ہوتا ہے۔

اے میرے معبود نبی فاطمہ کے طفیل ایمان پہ میرا خاتمہ کر۔

اگر میری دعا قبولیت کو نہ پہنچی تو میں آل رسول کا دامن تھام لوں گا

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر
اے اللہ نبی عربی اور اہل بیت کے صدقہ میں میری اور میرے والدین
کی بخشش فرما اور تمام احباب سردار مدینہ صلعم اور ان کے اہل بیت
کے طفیل میرے والدین اور مجھکو احسان سے نواز۔ اب خاتمہ پہ ساری
تعریف اللہ کے لیے اور صلوٰۃ والسلام اس کے حبیب محمد نبی امی پر جو قیامت
تک کے لوگوں کے لیے سردار و آقا ہیں۔

تمت بالخیر